اسلام اور سائنس

حاجی محمد منیر قریشی

نذیر سنز پبلشرز
۴۰۔ اے اردو بازار لاہور

اسلام اور سائنس

دین اسلام کے حوالے سے جدید سائنس کی تشریح و توضیح

از

حاجی محمد منیر قریشی

نذیر سنز پبلشرز

۴۰-اے ــــــ اردو بازار ــــــ لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق دائمی بحق مصنف محفوظ

بار : اوّل

پبلشر : نذیر سنز پبلشر لاہور

مطبع :- 60702

قیمت :- نو روپے

کتابیات (مآخذ)

ماہنامہ رضوان (نومبر ۷۷) و دیگر	ناشر دار العلوم حزب الاحناف لاہور
ستارہ ڈائجسٹ (قرآن نمبر نیز نومبر ۸۰ الیشوع)۔	دفتر ۱۲۶۔ اے حمید نظامی روڈ لاہور
ماہنامہ حکایت (جنوری ۸۰)	دفتر ۲۶/ع میکلوڈ لنک روڈ، پٹیالہ روڈ لاہور۔
اسلام اور عصری ایجادات	حامد اینڈ کمپنی اُردو بازار لاہور
اسلامی معاشرہ	ڈاکٹر صادق حسین طور منزل خواجہ دل محمد روڈ ـــــ لاہور
معجزۂ شق القمر کی سائنسی تائید	منشی عبدالرحمٰن خان عالمی ادارۂ اشاعت علوم اسلامیہ۔ چھیک۔ ملتان
اعجاز القرآن۔	محمود علی اختر لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) مسجد خالد۔ آفیسرز کالونی۔ ریکولڈی گراونڈ۔ لاہور چھاؤنی

Marfat.com

ترتیبِ مضامین

نام مضامین		صفحہ
۱	حرفِ اوّل	۵
۲	مذہب اور سائنس کا رشتہ	۱۳
۳	لادین سائنس اور اس کے مضمرات	۲۲
۴	انسان اور اس کی رفتارِ ترقی	۳۴
۵	تسخیرِ کائنات	۴۰
۶	اسبابِ زوالِ اُمّت	۵۳
۷	طبّی سائنس اور اسلام	۵۸
۸	سائنس اور دُعا	۶۶
۹	قرآنِ حکیم کا حسابی نظام اور کمپیوٹر	۷۲
۱۰	معجزۂ شق القمر کی تصدیق	۸۴
۱۱	مسلمانوں کی سائنسی خدمات	۹۱
۱۲	اسلام اور اختراعاتِ جدیدہ	۱۰۲
۱۳	اسلامی فنون و ثقافت	۱۱۵
۱۴	اپنے اصل کی طرف رجوع	۱۲۲
۱۵	کتابیات (مآخذ)	۲

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

شاید عام ذہن پہلے اس بات کو تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کریں۔ کہ اس عالم رنگ و بُو میں جو بھی تبدیلیاں رُونما ہوتی ہیں۔ اور جو بھی علمی اور عملی تخلیقات ظہور میں آتی ہیں۔ ان کا ذکر قرآن واحادیث میں موجود ہے۔ اور ایک مسلمان کا عقیدہ ہے۔ کہ ہر خشک وتر کا علم قرآن حکیم میں ہے۔ پھر سائنسی علوم اور ان سے متعلقہ تشریحات و توضیحات کو آپ کیسے جُدا کر سکتے ہیں؟ البتہ یہ کہنا غلط ہے۔ کہ قرآنِ پاک کوئی سائنسی یا حسابی کتاب ہے۔ سائنس، حساب، عمرانیات، اقتصادیات سب علم کی شاخیں ہیں۔ اور قرآن علوم کی جڑ۔ جزو کو کُل کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ سائنس سے مرعوب ہونے اور قرآن کو سائنس اور ٹیکنالوجی کی کتاب قرار دینے کی بجائے ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ قرآن کے علم وحکمت کا سرچشمہ ہونے، علوم و فنون اور دانش کا منبع ہونے پر یقین کامل رکھتے ہوئے ایک طرف ہم دورِ حاضر سے سائنس اور ٹیکنالوجی کے افادی پہلوؤں کا سبق عملی طور پر اخذ کریں۔ اور دوسری طرف اس دور کو تکریم انسانیت، خُدا پرستی اور پابندئ حدودِ اسلامی کی دعوت دیں۔ اِس ضمن میں سب سے اہم بات یہ ہے۔ کہ خود ہمارا طرزِ عمل ایسا ہو، کہ جس سے اِسلام کی حقانیت واضح ہوتی ہو۔ ہم خود پہلے

Marfat.com

تعلیماتِ قرآن کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں گے۔ تو دوسرے ہماری بات کو قابلِ اعتناء سمجھیں گے۔

دینِ اسلام میں شروع ہی سے سائنس کی آمیزش رہی ہے۔ جب خالق کائنات نے انسان کا پہلا جسم خاکی پیدا کیا۔ تو یہ دراصل تخلیق کا عمل ہے۔ پھر آدم علیہ السلام کو عَلَّمَ اْلاَسْمَاءَ کُلَّھَا اشیاء کا علم کُل مرحمت فرمایا۔ یہ طبیعات، والکیمیا (فزکس کیمسٹری) ہے۔ مواہب الدنیہ میں ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے لیئے آب وگل میں میری اُمت کی شکل بنائی گئی۔ اور مجھے تمام اسماء کا علم حضرت آدم علیہ السلام کی طرح دیا گیا۔ ارشادِ باری ہے:۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ (سورۂ نساء)۔

"اے حبیب آپ کو تمام علم دیا۔ جو آپ نہیں جانتے تھے۔"

بلکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا اندازہ مندرجہ ذیل سے واضح ہوتا ہے:۔

"اولیاء اُمت کا علم انبیاء کے علم کے مقابلے میں قطرہ کی طرح ہے۔ جو سات سمندروں میں سے ہو۔ اور انبیاء کا علم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے، نیز ہمارے نبی کا علم حق سبحانہٗ کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے۔"

(شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وضاحت آیت وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ کے تحت کی ہے) سو علوم سائنس بانیِ اسلام

Marfat.com

کے علوم سے باہر نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا ایک حصّہ ہیں۔ یہ اُمّتِ مسلمہ کا اپنا ورثہ ہے۔ جو دوسرے لے گئے ہیں۔

یہ دُنیا دارُالاسباب ہے۔ اور ہم مادی ترقّی و تعمیر کی طرف سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ ورنہ اسباب ظاہری میں سبقت لے جانے والی قومیں آپ کا نام و نشان مٹا دینے پر تُل جائیں گی۔ اس زمانہ میں حالات اِس بات کی تصدیق کر رہے ہیں۔ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس حکم کی تعمیل کہ تیر و تفنگ اور گھوڑوں وغیرہ کی تیاری نہ چھوڑنا اور اپنے دفاع کے لیئے ہر حربہ اختیار کرنا سامنے رکھنا چاہیئے۔ آج کے زمانہ میں روایتی ہتھیاروں کے علاوہ ایٹمی ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔ اور مسلمانوں کو اپنے دین اور مِلّت کی حفاظت کے لیئے سائنسی آلات اور جوہری ہتھیار تیار کرنے کی طرف پُوری توجہ کرنی چاہیئے۔ یہ مِشن اسی صُورت میں تکمیل پائے گا۔ کہ ہم سائنس کے عِلم کو اپنی کھوئی ہوئی چیز سمجھ کر اپنائیں مُسلمان جب ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم کا حامل ہو جائے گا۔ تو وہ اِس ہتھیار کو بے لگام طاقت کا منبع نہیں بنائے گا۔ مظلوموں اور حق داروں کی حمایت اور انصاف کی پاس داری اس کا شعار ہو گا۔ جوہری توانائی سے تعمیر و ترقی کا کام لیا جائے گا۔ اس ضمن میں اجارہ داری کی مخالفت کی جائے گی اور بلا امتیاز ساری مخلوقات کی بھلائی اصُولِ راہنما ہو گا۔ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت رحمت کی سُنّت پر عمل پیرا ہو گی۔ صرف ظالم اور غاصب کے خلاف تباہی لانے والے ہتھیار استعمال ہوں گے۔ اِسلام

Marfat.com

میں جن مقاصد کے لیئے جنگ کا حکم ہے۔ وہ یہ ہیں ـــــــ سدوئے زمین پر خُدا کی حکومت کا قیام اور تحفّظ۔ بے بسوں پر کیئے جانے والے مظالم کا انسداد۔ اور کفر کا شر پھیلانے والوں کا استیصال۔ اللہ کا سپاہی ان کے علاوہ کسی بھی ذاتی غرض کے لیئے جنگ نہیں کرے گا۔ جہاں وہ کفّار کی طاقت اور سپاہ کی کثرت سے مرعوب اور خوف زدہ نہیں ہوتا۔ وہاں فتح حاصل کرنے کے بعد اللہ کا سپاہی دُشمن پر ظلم و تشدّد کرنے اور طعنے دینے سے بھی بچتا ہے۔ کیوں کہ اِسلام میں تکبّر کرنا حرام ہے۔

جدید سائنس ان ہی اصُولوں اور بنیادوں پر قائم ہوئی ہے۔ جو مسلمانوں نے وضع اور رائج کیئے تھے۔ اور اس بات کو سارے ہی غیر مسلم سائنسدان تسلیم کرتے ہیں۔ کہ سائنس کے عِلم کی مشعل کو مسلمانوں نے یُونانیوں کے ہاتھوں سے لے کر اس کو مزید منوّر کیا۔ اور اسے جلا دی۔ مسلمانوں نے حکمتِ یونان کو نہ صرف آگے بڑھایا۔ بلکہ ان نظریات کو مزید بھٹّی میں ڈال کر کندن کر دیا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ سائنس کی ساری شاخوں کو تجربہ کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد انہوں نے آئندہ آنے والے زمانوں کے لیئے قابلِ عمل بنا دیا۔ ڈاکٹر سیّد عبداللہ لکھتے ہیں۔ کہ برفالٹ نے اپنی کتاب ”تشکیل انسانیت“ میں بجا طور پر یہ تحریر کیا ہے۔ کہ اگر مُسلمان سائنسدان اِس علم کی اوّلین بُنیادیں قائم نہ کرتے۔ تو یُورپ کی وہ سائنسی ترقی جو ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ قطعی ناممکن تھی۔ لہٰذا مسلمانوں کا تاریخِ سائنس میں وافر حصّہ ہے۔ اور اگر آج کے مسلم سائنسدان غور

Marfat.com

کریں تو اسے نہ صرف اپنا ورثہ پائیں گے۔ بلکہ اِس ورثہ کو اکتساب و مجاہدہ کے ذریعے سے آور آگے بڑھانے کی لگن اپنے میں پیدا کریں گے۔ ایسی لگن جوان کے اسلاف میں عہدِ ماضی میں تھی۔ اس طرح آج کے مُسلمان سائنسدان احساسِ کمتری کے احساس سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں، جس میں وہ مُبتلا ہیں۔"

راقم ایک بے بضاعت طالب علم اور متلاشئ عِلم ہے۔ اور اس نے اس عہد کے اہم ترین موضوع BURNING TOPIC پر قلم اُٹھانے کی جسارت کی ہے۔ اور محض خُدا و رسول جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم کے بھروسے پر۔ اگرچہ اِسے ایک چوٹی کی سائنسی تحقیق کا درجہ تو نہیں مل سکتا۔ تاہم بارش کے پہلے قطرے کی حیثیت ضرور حاصل ہوگی اُمید کی جاتی ہے۔ کہ نامور اہلِ قلم اور سائنسدان ادھر متوجہ ہوں گے اور زیرِ بحث موضوع پر اپنے رشحاتِ قلم عوام کے سامنے لائیں گے۔ اس طرح ایک نیا راستہ کھل جائے گا۔ اور ایسی تصانیف کا تانتا بندھ جائے گا۔

فھوالمُراد

ناچیز ــــ مُصنّف۔

Marfat.com

انشاء اللہ

اس کرۂ ارض پر پندرہویں صدی ہجری اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا سنہری دور ثابت ہوگی۔ مسلمانوں کو ہمیشہ پُرامید رہنا چاہیے۔ ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ جب تک مسلمان باہم دست و گریبان نہیں ہوئے وہ ترقی کے راستہ پر گامزن رہے۔ آج بھی ہمیں قرآن حکیم کے الفاظ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند مضبوط ہو جانا چاہیے۔ اور بادِ مخالف کا تندہی سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ پھر آئندہ دور بلاشبہ مسلمانوں کا دور ہوگا۔

Marfat.com

تقریظ

اسلام اور سائنس کے موضوع پر ایک ایسی تصنیف کی ضرورت مدت سے محسوس کی جارہی تھی۔ جو دینی حلقوں سے تعلق رکھنے والے اصحاب کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالات کے جواب دے سکے۔ جناب محترم حاجی محمد منیر قریشی مدظلہ نے اس سمت میں جو پیش رفت کی ہے۔ قابلِ قدر ہے، قریشی صاحب اس سلسلے کی ایک موزوں شخصیت ہیں۔ کیونکہ ان کا مطالعہ سائنس کے متعلق بھی وسیع ہے۔ اور ان کو دینی علوم سے بھی خاصا لگاؤ ہے۔ یہ "اخبار سائنس" اور "گریٹ ٹیکنو سائنس" کی ادارت کرچکے ہیں اور متعدد تکنیکی کتابوں کے مصنف ہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے داستانِ حرمین۔ انسانِ کامل، با محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوشیار اور قرآنی دُعائیں جیسی بیش بہا کتابیں لکھی ہیں۔

توقع کی جاتی ہے۔ کہ اسلام اور سائنس کے شائع ہونے کے بعد اہل قلم اس نئے موضوع کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور دینی حلقوں کو اپنے رشحاتِ قلم سے نوازیں گے۔ کیوں کہ یہ میدان بہت وسیع ہے، اور ابھی بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس الزام کا جواب دینا ہے۔ کہ علمائے اہلِ سنت محدود حلقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کا جدید علوم سے کوئی رشتہ نہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ سوادِ اعظم

Marfat.com

کے مُبلغ تمام اطرافِ عالم میں دین کی روشنی پھیلانے کی سعی کر رہے ہیں۔ کیا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بین الاقوامی خدمات آپکے سامنے نہیں ہیں؟ انھوں نے اپنے مواعظ حسنہ سے افریقہ، یورپ اور جاپان جیسے دور دراز خطوں کو منور کیا۔ اور مقامی حالات کے مُطابق اُن کی زبان میں دینی علوم پیش کیئے۔

مولائے کریم جل مجدہٗ جناب قریشی صاحب کی اِس کوشش کو شرفِ قبولیت بخشے۔ اور اسے گم کردہ راہوں کے لیئے ذریعہ ہدایت بنائے۔ آمین

۱۸۔ محرم الحرام ۱۴۰۱ھ

۲۷۔ نومبر ۱۹۸۰ء

محمد عبدالحکیم شرف قادری
صدرِ پاکستان سُنّی رائٹرز گلڈ
(رجسٹرڈ) ۳۸۔ اُردو بازار، لاہور

Marfat.com

مذہب اور سائنس کا رشتہ

جدید سائنس کی باگ ڈور چونکہ زیادہ تر عیسائیت کے زیرِ اثر افراد افراد کے ہاتھوں میں رہی ہے، اور وہ اپنے مذہب اور سائنس میں مطابقت تلاش نہیں کر سکے اس لیے مذہب ہی سے بیزار ہو گئے عیسائیت اپنی اصلیت سے مٹ چکی ہے اور اس کی الہامی کتابوں میں خاصی تحریف ہو چکی ہے یہی وجہ ہے کہ خود نصرانی اس سے لاتعلقی اختیار کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یورپ کے ممالک صرف نام کے عیسائی ہیں ان میں عوام کی بڑی محدود تعداد صرف اتوار کو چند گھنٹے گرجے میں گزارنے چلی جاتی ہے۔ آپ اس حقیقت کو تسلیم کریں گے کہ یوں تو مغربی لوگ عیسائیت کو بطور مذہب کے غرق کر چکے ہیں لیکن ایشیائی اور افریقی غریب اقوام کو سیاسی مصلحتوں کی بنا پر عیسائی بنانے پر بے انداز دولت خرچ کر رہے ہیں۔ فلاحی ادارے اور ہسپتال بنا کر خدمت خلق میں عیسائیت پھیلائی جاتی ہے۔ مفلوک الحال اور ناخواندہ لوگ آسانی سے ان جال میں پھنس جاتے ہیں۔ اور وہ جس ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے خلاف ترقی یافتہ ملکوں کے لیے جاسوسی کرتے ہیں۔

یوں سیاسی بے چینی پیدا کر کے یہ "مذہب اقوام" اپنا الوسید حا کرتی ہیں۔ ان کے نزدیک مذہب کا صرف یہی ایک مصرف رہ گیا ہے۔

اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو ہر قوم اور ہر زمانے کی راہنمائی کر سکتا ہے۔

Marfat.com

ہے۔ سائنس کی ایجادات اسلامی تعلیمات کی تائید کر رہی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ سائنس کے اصولوں میں سے کسی بھی اسلام کے اصولوں کا ٹکراؤ یا تصادم نہیں ہوا۔ جو لوگ کہتے ہیں۔ ان دونوں میں مقابلہ ہے۔ وہ غلطی پر ہیں وہ ان کی حدود اور دائرہ ہائے کار کا تعین نہیں کر پائے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلام اصول کل ہے۔ اور سائنس کل کا بھی ایک حصہ۔ ایک حصے کا اپنے کل سے کیا ٹکراؤ ہو سکتا ہے؟ مذہب اس محسوسات کی دنیا سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ اور آخرت کے معاملات سے بھی۔ کیوں کہ یہ دنیا آخرت سے علیحدہ کوئی نہیں۔ اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ ط دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ یہ تصور اسلام نے دیا ہے۔ کہ یہاں جو بوؤ گے، وہی آگے پاؤ گے اس کے برعکس سائنس کی تگ و دو صرف مادیات تک ہی محدود ہے۔ سائنس اپنے مشاہدات اور انکشافات کی روشنی میں اپنے پہلے مؤقف میں ترمیم کرتی رہتی ہے۔ جب کہ اسلام کے اصول ناقابل تنسیخ اور اٹل ہوتے ہیں۔ بانئ اسلام کے زمانے سے تا قیامت ان میں کوئی ترمیم نہیں ہوگی سائنس انسان کی اخلاقی بہبود اور معاشرتی اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتی۔ بلکہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس پر عمل پیرا ہے۔ جس کے ہاتھوں میں سائنسی حربی آلات ہیں۔ وہ دراصل ایک سرکش غنڈہ بن گیا ہے۔ اور انا و لاغیری پر عمل پیرا ہے۔ اور چھوٹی قوموں کو ہڑپ کرنا اس کا مشغلہ ہے۔ سائنس کی یہ بے راہ روی، تباہ کاری اور ناجائز تصرف اس وجہ سے ہے۔ کہ اس کے قابو میں رکھنے اور معقول استعمال کی یقین دہانی کا کوئی نظام موجود نہیں ہے

Marfat.com

اور دوسروں کی تباہی پر اپنے قلعے تعمیر کرنے کا رجحان رواج پا گیا ہے جو نسلِ انسانی کے لیئے نہایت خطرناک ہے۔ اسلام میں ساری بنی نوعِ انسان کے حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ حقوق العباد کی بڑی اہمیت ہے چاہے کوئی دشمن ہی ہو۔ اس کے بھی کچھ حقوق ہوں گے۔ جن کی رعایت ضروری ہوگی۔ جنگ میں کھیتیاں اُجاڑنے۔ بوڑھوں۔ عورتوں اور بچوں پر ہاتھ اُٹھانے سے منع کیا گیا ہے۔ اس لیئے "اسلامی ایٹم بم" کا ہوّا بلا جواز کھڑا کیا گیا ہے۔ البتہ مسلمان ملکوں کو ایٹم بم بلکہ ہائیڈروجن بم اِس لیئے تیار کرنا ضروری ہے۔ تاکہ طاقت کا توازن قائم رہے۔ اور کوئی دشمن انہیں کمزور سمجھ کر حملہ میں پہل کرنے کی غلطی نہ کر بیٹھے۔ اور اگر دشمنانِ اسلام واقعی حملے میں پہل کر دیں تو قرآنی حکم یہ ہے۔ کہ ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان کاٹا جائے گا۔ اور تاکید کی گئی ہے۔ کہ بھرپور بدلہ لینے ہی میں قوم کی زندگی ہے۔ مسلمانوں میں وحدتِ فکر اور ذاتی منفعت کے مقابلے میں اجتماعی بہبود کی بڑی ضرورت ہے۔ دُکھ کی بات ہے کہ صرف مسلمان ہی وہ قوم ہے۔ جس کے افراد بڑی آسانی اور سہولت کے ساتھ دوسروں کے آلۂ کار بن جاتے ہیں۔ خُدا کے دربار میں حاضری کے تصور کو دلوں میں اچھی طرح جاگزیں کرنا چاہیئے۔ اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیئے۔ جو ملک و ملت کے مفاد کے خلاف جاتی ہو۔

ہمیں چاہیئے کہ سائنسی ذرائع ابلاغ سے صرف ایسا کام لیں جو اسلامی غیرت و حمیت کو اُجاگر کرے۔ اور غیر اخلاقی، عریاں اور جرائم سے بھرپور

Marfat.com

پروگرام ریڈیو، ٹی وی پر ہرگز نہیں دکھانے چاہئیں۔ یہ بات غلط نہیں ہے۔ کہ ان سائنسی آلات سے تخریبی اور اخلاق باختگی کا کام لیا جارہا ہے اور پوری قوم بے حسی کا شکار ہے سے

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ہم کہہ رہے تھے۔ کہ یہ خیال و گمان غلط ہے۔ کہ طبیعی علوم جنہیں فطری علوم کہنا زیادہ مناسب ہے۔ صرف جدید سائنس کا حصہ ہیں۔ اور ان کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یا ان میں باہمی تناقض و تضاد ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ فی الجملہ طبیعی علوم اسلامی علوم ہی ہیں۔ قرآنِ حکیم میں حق تعالیٰ نے اربابِ فکر کو زمین و آسمان کی مخلوقات میں غور و فکر کی بہ تکرار تاکید کی ہے۔ ذرا غور کریں قرآنِ حکیم میں عبادات و معاملات پر صرف ڈیڑھ سو آیات ہیں جب کہ مطالعہ کائنات کے متعلق سات سو چھپن آیات موجود ہیں۔ قرآنِ حکیم میں مشاہدہ کی تاکید آئی ہے۔ جو کہ سائنس کا بھی راہبر اصول ہے۔ ملاحظہ ہوں آیات۔

۱۔ "آپ لوگوں سے کہیئے کہ زمین پہ چلو پھرو اور (بغور) دیکھو۔ کہ خدائے تعالیٰ نے مخلوق کو پہلے پہل کس طرح پیدا کیا۔" (العنکبوت)

۲۔ "کیا ان لوگوں نے اوپر والے پرندوں پر نظر نہیں کی۔ کہ وہ کیسے پر پھیلائے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حالتِ پرواز میں پر سمیٹ لیتے ہیں۔ (اس وقت خدائے رحمان کے سوا کوئی ان

Marfat.com

کو تھامے ہوئے نہیں ہوتا۔" (تبارک الذی)

۲۔ "تو کیا لوگ اُونٹ کو نہیں دیکھتے۔ کہ کس طرح (عجیب طور پر) اسے پیدا کیا گیا ہے۔ اور آسمان پر نظر نہیں کرتے۔ کہ کس طرح بلند کیا گیا ہے۔ اور پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح کھڑے کیے گئے۔ اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح بچھائی گئی۔ (الجاثیہ)

مُندرجہ بالا آیاتِ قرآنی انسان کو اِس دُنیا کے بارے میں دعوتِ فکر دیتی ہیں۔ اور یہی سائنس ہے۔ جس کی طرف سے ہماری غفلت نے آج یہ دِن دکھایا ہے۔ کہ ہم سب سے زیادہ پسماندہ اور سب سے زیادہ کم عِلم ہیں۔ حالانکہ عِلم کے خزانے ہمارے پاس موجود ہیں۔

مذہب اور سائنس کے مابین یہ باتیں مُشترک ہیں۔ کہ اسرارِ فطرت کی جُستجو کے لیئے سائنس کسی بات کو ثابت کرنے کے لیئے اس پر قطعی اور یقینی دلائل قائم کرتی ہے۔ اور دلیل کے بغیر کوئی دعوٰے نہیں کرتی۔ اسی طرح اِسلام بھی تاکید کرتا ہے۔ کہ کسی بات پہ صرف اسی وقت یقین کرو۔ جب اس کے حق میں قطعی دلائل موجود ہوں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے

ا۔ یہودی کہتے ہیں۔ جنت میں کوئی آدمی داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ یہودی نہ ہو۔ اِسی طرح عیسائی کہتے ہیں کہ جنت میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ عیسائی نہ ہو۔ ان میں سے ہر گروہ یہ سمجھتا ہے۔ کہ آخرت کی نجات صرف اسی کے حصّے میں آتی ہے۔ اور جب تک ایک اِنسان اس کی مذہبی گر ندی میں داخل نہ ہو۔ نجات نہیں

Marfat.com

پا سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اے پیغمبرؐ! یہ ان لوگوں کی جاہلانہ باتیں ہیں۔ اور آرزوئیں ہیں۔ نہ کہ حقیقت حال! تم ان سے کہو کہ اگر تم اپنے زعم میں سچے ہو۔ تو اپنے دعویٰ کو دلیل سے ثابت کرو۔ کہ تمہارے دعویٰ کی کیا دلیل ہے؟

۲۔ جن لوگوں نے شرک کا ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ وہ کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک نہ کرتے۔ اور نہ کسی چیز کو اپنی رائے سے حرام ٹھیراتے۔ سو دیکھو! اسی طرح اُن لوگوں نے بھی سچائی کو جھٹلایا تھا۔ جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ یہاں تک کہ بالآخر ہمارے عذاب کا مزہ چکھنا پڑا۔ (اے پیغمبر) تم کہو کیا تمہارے پاس اس بارے کوئی علم کی روشنی ہے جسے تم ہمارے سامنے پیش کر سکو؟ (اگر ہے تو پیش کرو) اصل بات یہ ہے کہ تم محض وہم اور اٹکل پچّو کی پیروی کر رہے ہو۔ اور تم اپنی باتوں میں اس کے سوا کچھ نہیں۔ کہ تم بے سمجھے سوچے باتیں بنانے والے ہو (سورۃ انعام)

آنکھیں بند کر کے ایمان لانے کا حکم نہیں ہے۔ بلکہ خدا کو جاننے کیلئے حواس کو بیدار رکھنا ضروری ہے۔ کیوں کہ اِسلام سمجھ سوچ اور دلیل کو خاصی اہمیت دیتا ہے۔ سائنس تحقیق و جستجو کر کے کسی امر کے درست ہونے کا اعلان کرتی ہے۔ یا پھر قطعی طور پر اسے باطل قرار دیتی ہے۔ اسی طرح اِسلام کی روح بھی یہی ہے۔ کہ حق و باطل صاف صاف ظاہر کر دیئے جاتے ہیں۔ اِسی طرح اِسلام اندھی تقلید سے منع کرتا ہے۔ اور سائنس کا بھی یہی اُصول ہے۔ کفّار اپنے باپ دادا کی تقلید پر اصرار کرتے ہیں۔ تو

Marfat.com

خُداتعالیٰ ان کو اندھی تقلید سے روکتا ہے۔ اِسلام میں عقل عامہ یا عقلِ مطلق سے مراد کسی خاص فرد کی عقل نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہے جو منطق کے طریقِ استقراء سے تدبیر و تفکّر کے قوانین کے مُطابق ہو۔اسی لیئے قرآن نے ہمیشہ عقل کے محاکمہ کو تسلیم کیا ہے۔ جو اس کی طرف رجوع کرنے سے گریز کرے۔ اِس پر قرآن نوحہ خوانی کرتا ہے۔ دیکھیے قولِ حق ہے کہ

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔

"ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے"

حالانکہ اللہ کا ہاتھ ہماری طرح نہیں ہوتا۔ علماء نے لفظ اَلیدُ کی تاویل قدرت سے کی ہے۔ تاہم تاویل ہمیشہ ایسی ہونی چاہیئے۔ کہ اس میں قرآنی آیتوں کے لفظی معانی کو سائنس کے دلائل و براہین سے ثابت شدہ امور پر منطبق کیا جا سکے۔

سائنس میں فن تطبیق کا اِنحصار دو اُصولوں پر ہے۔ اوّل یہ کہ وہ حقائق میں ہرگز تناقص پیدا نہیں ہونے دیتی۔ یعنی ہمیشہ حق کی تائید کی جاتی ہے دوم وہ ہمیشہ فطری اساس کا اتباع کرتی ہے۔ یعنی جو حق ہو گا وہ حق ہی ہو گا۔ اور زمان و مکان کی قید سے آزاد ہو گا۔ اگر اُن میں سے کسی ایک یا دونوں اُصولوں کا انکار کر دیا جائے تو سائنس کا وجود اور نشو و نما محال ہو جائے۔ اگر بہ نظرِ غائر دیکھا جائے۔ تو یہ دونوں اُصول دراصل قرآنی اصول ہیں۔ جن کے بارے میں قرآن نازل کرنے والے نے پُرزور الفاظ میں تاکید کی ہے۔ قوانینِ فطرت کے اتباع کا اُصول قرآنِ کریم کی مندرجہ

Marfat.com

ذیل آیات سے واضح ہوتا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے عہد ماضی کے مفسدہ پردازوں کے ساتھ بھی یہی دستور جاری رکھا ہے۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خُدا کے دستور میں کوئی ردو بدل نہیں پائیں گے۔ (احزاب)

۲۔ سو تم ایک سُر ہو کر اپنا رُخ اس دین کی طرف رکھو۔ اور اللہ کی ودیعت کردہ استعداد (فطرت) پر قائم رہو۔ جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کی ہوئی حالت کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ پس سیدھا دین یہی ہے۔ (روم)

یہ سُنت اللہ کے متعلق کھلی آیتیں ہیں۔ جو تادیل و تحویل تمام ازمنہ سابقہ و آئندہ پر حاوی و صادق آتی ہیں۔ فطرت اور سنت اللہ میں وہ سب کچھ شامل ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی سلطنت میں موجود ہے۔ بلا امتیاز اس کے کہ وہ انسان کے علاوہ حیوانات، نباتات اور جمادات سے بھی متعلق ہو۔ یا اُس کا واسطہ انسان سے اِنفرادی طور پر اُس کی روح و جسم سے ہو۔ یا اجتماعی حیثیت سے جس کی حدود میں ابھی دُنیاوی سائنس کا عمل دخل جاری نہ ہوا ہو۔ کائنات کے ہر معاملہ میں خالق کائنات کی مقرر کردہ سُنت جاری و ساری ہے۔ اس قدر محکم دین کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی اور طرف نظر کرنے اور آس لگانے کی کیا ضرورت ہے۔ جدید سائنس

Marfat.com

کی ایجادات سے مرعوب ہونے کی بجائے ہمیں دین کے دائرے میں رہتے ہوئے خود آگے بڑھنا اور نسل انسانی کی بہتری کے لئے نافع ایجادات منظرِ عام پر لانی چاہئیں۔

Marfat.com

لادینی سائنس اور اسکے مضرات

آج سائنس ملحد ہاتھوں میں ہے۔ اور لادین حلقے اس کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔ "سائنس ایک ایسا منظم اور مربوط علم ہے۔ جو مظاہر قدرت کے مشاہدے اور مطالعہ سے حاصل ہوتا ہے" مظاہر قدرت تین طرح سے سامنے آتے ہیں۔ مادی۔ حیاتیاتی اور نفسیاتی۔ دوسرے الفاظ میں سائنس کسی انسان کی ایجاد نہیں ہے۔ بلکہ یہ موجودات کے اندر خدا کی طرف سے قائم کردہ نظم ORDER ہی کا علم ہے۔ ان سارے مظاہر میں جو ماپا تولا اور جچا تلا نظم ہے۔ وہ اس قدر مستحکم ہے۔ کہ اسے ریاضیات کی اصطلاحات میں بھی بیان کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر بلند مقام سے ایک پتھر کا نیچے گرنا جو ایک خاص اصول سے رفتار اختیار کرتا ہے۔ یا جیسے لوہے کی ایک سلاخ کا گرم ہوکر مقررہ طریق پر پھیل جانا۔ ایسے ہی روشنی کی کرن کا اندھیرے کمرے میں داخل ہوکر روشنی کے منبع کے ساتھ ساتھ خاص وضع سے حرکت کرنا۔ یہ سب مادی مظاہر قدرت ہیں۔ جو آج ہی نہیں بلکہ اس دنیا کے ظہور میں آنے کے وقت بھی موجود تھے۔ جب کوئی پڑھا لکھا انسان یا سائنسدان تختۂ زمین پر موجود نہ تھا۔ سائنس نے صرف یہ کیا ہے۔ کہ ان سب کا بغور معائنہ و مطالعہ کیا ہے۔ اور اس عمل میں اسے جو باقاعدگی اور نظم معلوم ہوا ہے

60702

Marfat.com

اسے ریکارڈ میں لے لیا گیا۔ اور ان بنیادوں پر مزید تحقیق و تجسس کی راہوں کو اختیار کر لیا گیا ہے۔ جوں جوں سائنسدان آگے بڑھتے گئے قدرت کے خزانوں کا سراغ ملتا گیا۔ ساتھ ہی لادین ذہن کی نفسانیت سر اٹھاتی گئی۔ انسان نے انسان کے مقابلہ میں بے لگام طاقت جمع کرنے اور انا و لاغیری کے جذبات کو پروان چڑھانا شروع کر دیا۔ ایک قوم دوسری قوم کے خون کی پیاسی ہو گئی۔ اور مقصدِ حیات نظروں سے اوجھل گیا۔ نوبت بہ ایں جا رسید کہ مہلک ہتھیار۔ ہلاکت خیز گیسیں۔ ایٹم بم۔ ہائیڈروجن بم اور کیا کیا کچھ تیار کیا جانے لگا تاکہ اس کائنات پر صرف ایک ہی گروہ ایک ہی طبقہ کی اجارہ داری قائم ہو جائے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ملحد سائنس ٹھوکر کھا گئی۔ حالانکہ سائنس کے اندر تخریبی ہی نہیں تعمیری قوتیں بھی پوشیدہ ہیں۔ دنیا کی آبادی کا بڑھنا خطرے کا نشان نہیں ہے۔ ان کے حقوق ادا نہ کرنا ان کی خدمت نہ کرنا اور طبقاتی طرز پر جماعت بندیاں کرنا اصل خطرہ ہے اور انسانیت کے مستقبل کی تاریکی کا الارم ہے۔

اسلام تمام انسانیت کا دین ہے اور کہا گیا ہے کہ الخلق عیال اللہ (تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔) اس میں اپنی اغراض اور نفسانیت کے لیئے جگہ نہیں ہے۔ انسان زمین پر خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے رہ رہا ہے اور اسے خدا کے حکموں پر چل کر گزر بسر کرنی ہے۔ جو طاقت اسے سائنس کے وسیلے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اسے انسانیت کے مفاد میں

Marfat.com

اور اس کی بقاء کے لیئے استعمال کرنا اس کا منصب ہے۔ نہ کہ اسی امانت کو اپنے نفس کی حفاظت اور انانیت کی پرورش میں صرف کرنا۔ جوہری توانائی کے مہلک ہتھیار اسلامی نقطۂ نگاہ سے اپنی حفاظت اور کمزوروں کی حمایت میں استعمال کیئے جا سکتے ہیں۔ اور جوہری توانائی کے آفادی پہلوؤں سے انسانیت کی خدمت کی جانی چاہیئے جیسے آبادی کے اضافہ پر پہاڑ اور جنگل صاف کر کے نئی آبادیاں اور نئی کالونیاں تعمیر کرنا۔ پھر ان میں آباد ہونے والوں کے لیئے زندگی کی ضروریات اور آسائشوں کا انتظام۔ صاف پانی۔ خوراک اور طبّی سہولتیں۔ علاوہ ازیں نئی نسل کے لیئے تعلیمی تربیتی انتظامات۔ یہ سب کچھ جوہری طاقت کے وسیلے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ خدائے تعالیٰ کا احسان ہے کہ جُوں جُوں اس کرۂ ارض پر زندگی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ انسان کے ذہن میں ترقی کے نئے خیالات اور نئی نئی تراکیب آتی جاتی ہیں۔ چنانچہ آج یہ عین ممکن ہے۔ کہ ایٹمی دھماکہ خیز مادّوں سے ٹیلے اور پہاڑ صاف کر دیئے جائیں۔ دریاؤں کے راستے تبدیل کر دیئے جائیں۔ طوفان کی پیشگی اطلاع حاصل کر کے اِس سے ہونے والے نقصانات کم سے کم کر دیئے جائیں۔ خوراک کی پیداوار حسبِ ضرورت بڑھائی جائے۔ تاکہ وہ آبادی کے ایک بڑے حصّے کی پرورش کر سکے۔ بیماریوں کو کم سے کم کر دیا جائے۔ سائنس ہی کے منصوبوں کی مدد سے کاروبار کے ذرائع وسیع کیئے جا سکتے ہیں۔ تاکہ سطح زمین پر ہر ایک شخص حسب ضرورت

Marfat.com

روزی کما سکے۔ جب ہر شخص کو زندگی کی ضروریات بافراط میسّر ہوں گی اور کسی شے کی احتیاج نہ ہوگی۔ تو جھگڑے اور لڑائیاں کم ہو جائیں گی جُرائم نہ ہونے کے برابر ہوں گے۔ اور یہ دُنیا ایک جنت بن جائے گی۔

لیکن کیا ہو رہا ہے؟ لاَدین سائنسدان اور ان کے مربّی حاکموں نے یہ سبؔ آسائشیں صرف اپنی اپنی قوم کے لیئے مخصوص کر دی ہیں۔ اور اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو ترقی یافتہ ممالک میں زندگی واقعی جنّت کی مماثل بنا دی گئی ہے۔ وہاں سڑکیں صاف ستھری اور کوچے فراخ و ہوادار ہوتے ہیں۔ بلند و بالا عمارات ہوتی ہیں۔ گھروں اور غسل خانوں کے فرش چمکدار ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے اشیاء اور رہنے والوں کی اشکال منعکس ہوتی ہیں۔ خوراک اور اَدویہ نہایت خالص ملتی ہیں۔ کاروبار کے مواقع وافر ہیں۔ بظاہر مجلسی زندگی میں ایک نظم اور سکُون نظر آتا ہے۔ قومی زندگی نہایت منظم ہوتی ہے۔ ملک کے قدرتی وسائل سے بھرپور فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔ مُوجدوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے دُوسری ہم خیال قوموں کے ساتھ پُورا تعاون کیا جاتا ہے۔ (کیوں کہ الکفر ملت واحدۃ) کفّار باہم ایک دوسرے کی پوری اور مؤثر مدد کرتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ ترقی یافتہ ممالک آپس میں جنگ وجدال نہیں کرتے۔ بلکہ سُپر پاور کہلانے والی دونوں قومیں باہمی طور پر امن سے رہنے کے معاہدات (ویدانت) پر عمل پیرا ہو رہی ہیں۔ اور انہوں نے جو عظیم تباہ کُن ہتھیار ایجاد کر لیئے ہیں۔ ان کا آپس میں استعمال نہ

Marfat.com

کرنے کی یقین دہانیاں دلائی جارہی ہیں۔

دوسری طرف کیا ہورہا ہے؟ معلوم ہوتا ہے۔کہ تہذیب حاضر کی دعویدار اور نام نہاد ترقی یافتہ اقوام کو اگر خطرہ نظر آتا ہے تو صرف اسلامی ممالک سے۔ مسلمان ملکوں میں بے دریغ سرمایہ صرف کرکے فحاشی، جرائم اور بے چینی پھیلائی جارہی ہے۔ اور اس کام میں وہ قوتیں اپنے سائنسی آلات اور ایجادات سے پوری طرح کام لے رہی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے۔کہ ان ممالک میں اتفاق و اتحاد۔ نظم و ضبط اور سکون ختم ہو چکا ہے۔ اور بڑی ہوشیاری سے اسلامی ملکوں کو ہر قسم کے تعمیری منصوبوں سے علیحدہ رکھا جارہا ہے۔ نہ ان کی زمینوں سے قیمتی معدنیات نکالنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ نہ ہی سائنسی علوم میں کوئی ترقی کرنے دی جاتی ہے۔ پاکستان ہی کو لیجئے۔ یہاں سائنسی کتب، میگزین اور لائبریریاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس کی جگہ ڈائجسٹ، ناول اور ڈرامہ نگاری عروج پر ہے۔ آرٹ کلبوں اور ناچ و گانے کے اداروں کا زور ہے۔ انہی کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔ اسّی فیصد آبادی زراعت پیشہ ہوتے ہوئے اور ملک میں دریاؤں اور نہروں کا جال ہوتے کے باوجود خوراک کی پیداوار میں کمی ہی نصیب میں آتی ہے۔ اور دوسرے ملکوں سے گندم اور پوڈر دودھ کروڑوں روپوں کی مالیت میں درآمد کیا جارہا ہے۔ کاروبار کے مواقع کم سے کم ہورہے اور جرائم قدم قدم پر سر اٹھا رہے ہیں۔ صنعت و حرفت کا نام و نشان نہیں ہے۔ نہ ہی

Marfat.com

ملکی کاریگروں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ غیرملکی درآمدات میں سامان تعیش بڑی فراوانی سے منگوایا جاتا ہے۔ کس کس چیز کا نام لیا جائے۔ مجموعی طور پر ہم پسماندگی کا شکار ہو چکے ہیں۔ اور اربوں کھربوں روپے کے قرض تلے دبے ہوئے ہیں۔ جب ہم اپنی ضروریات کے لیئے جوہری توانائی حاصل کرنے کا نام لیتے ہیں تو دنیا بھر کے ذرائع نشریات شور مچا کر آسمان کو سر پہ اُٹھا لیتے ہیں۔ حالانکہ موجودہ تیل کی سپلائی سدا قائم نہیں رہ سکتی۔ مستقبل میں ایٹمی ری ایکٹروں ہی کی بدولت بجلی پیدا کر کے مُلکی ترقیاتی سکیموں کو جاری رکھا جا سکے گا۔ "اسلامی ایٹم بم" کی شر انگیز اصطلاح کا مقصد مسلمان ملکوں کو اپنے اپنے علاقوں میں ترقی کی سکیمیں پایۂ تکمیل پہنچانے سے روکنا ہے۔ اغیار کو ڈر یہ ہے کہ کہیں اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور مسلم ممالک کو پسماندہ رکھنے کی ان کوششوں پہ پانی نہ پھر جائے۔ اندریں حالات خود قوم مسلم کو اپنے فائدہ کی پالیسیوں پر عمل کرنا چاہیئے۔ جیسے کہ علامہ اقبال نے فرمایا ہے کہ ؎

قومِ مسلم کے لیئے ہے سربلندی لازمی
ہوشمندی احتراز از فرقہ بندی لازمی

لادین سائنس کی ساری تگ و دو مادیات کی ترقی اور دُنیا کے مُعاملات کو صرف چند ہاتھوں میں دے دینے تک محدُود ہے۔ جدید ذہن کی سوچ اسی محور کے گرد گھومتی ہے۔ اور اس میں آفاقی سوچ

Marfat.com

اور عالمِ انسانیّت کی بھلائی کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ بظاہر وہ دوسری قوموں کی مدد کے لیئے فنڈز بھی مہیّا کرتے ہیں۔ لیکن اس امداد کے پردے میں اپنا اُلّو بھی تلنے سے باز نہیں رہتے۔ بے شک ان کے قائم کردہ ہسپتال ساز سامان کے لحاظ سے اور علاج کی رُو سے بہت مؤثّر ہوتے ہیں۔ لیکن عیسائیّت کی تبلیغ اور سیاسی مصالح کو وہ ہمیشہ اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ یہی حال مشنری کے تعلیمی اداروں کا ہے۔ اور ہم ہی میں سے سادہ لوح لوگ اُن کی تعریف میں رطب اللسان ہو جاتے ہیں۔ آخر ہمارا بھی تو یہ فرض ہے۔ کہ عوام کے فلاحی اداروں کو معیاری بنائیں۔ اور بے غرضی کے ساتھ مخلوقِ خدا کی خدمت کریں۔ ہمارے ملک میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ قدرت نے زراعتی اور معدنی خزانوں سے ہمیں بے حد و حساب نوازا ہے۔ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ ہم محنت کریں۔ اور اپنے ملک و ملّت کے لیئے ان پوشیدہ خزانوں کو نکال کر استعمال میں لائیں۔ اور اغیار کی سازشوں کا مؤثّر توڑ کریں۔ ایسی سحر کب طلوع ہو گی؟ اللہ تعالیٰ نے مایوسی کو گناہِ عظیم قرار دیا ہے۔ اس لیئے ہمیں اُمید رکھنی چاہیئے کہ ایک دن ایسا ضرور آئے گا۔

اِس منزل کو پانے کے لیئے ہمیں اپنے اندر اتحاد و اتفاق قائم کرنا ہو گا اور قرآنِ حکیم کے فرمان کے مُطابق سیسے کی دیوار جیسی مضبوطی پیدا کرنی ہو گی۔ ہماری توانائی اور دماغی صلاحیتوں کو کفّار کے خلاف

Marfat.com

بروئے کار آنا چاہیئے۔ نہ کہ اپنے ہی دینی بھائیوں کے خلاف۔ جو بھی اسلامی ملک یا اسلامی جماعتیں آپس میں برسرِ پیکار ہوتی ہیں۔ وہ یقیناً غیر ملکی انگیخت سے ایسا کرتی ہیں۔ کیوں کہ مسلمانوں کے اپنے اختلافات کو کوئی بھی دین دار شخص پسند نہیں کرتا۔ اور اس سے اس میں قوم مسلم کی تباہی نظر آتی ہے۔ اس لیئے ہمیں چاہیئے کہ ہم میں وحدت فکر پیدا ہو۔ اور ہم ذاتی منفعت کے مقابلے میں اجتماعی بہبود اور قومی تعمیر کو اپنا مشن بنائیں۔ مادی یورپ اور چوٹی کی طاقتوں میں باہم طاقت آزمائی کی وجہ ایک دوسرے سے بازی لے جانا اور صرف طبقاتی برتری حاصل کرنا ہے۔ جب کہ انسانیت کی بہبود اور بقا کے لیئے کوئی کاروائی نہیں کی جاتی۔ زیادہ سے زیادہ بے لگام طاقت BRUTAL FORCE حاصل کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ دنیا ایسی تباہی کا شکار ہو جائے گی کہ مہذب انسان کا نشان بھی باقی نہیں رہے گا۔ اور پھر انسان اُس تاریخی زمانے یعنی پتھر اور دھات کے زمانے سے دو چار ہوگا۔ اس لیئے علامہ اقبال نے کہا ہے کہ

تمہاری تہذیب اپنے ہاتھوں سے ایکدن خود کشی کریگی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

یعنی جو بھی آشیانہ انسانی ذہن کی پیداوار خود غرضی کے اصولوں پر بنایا جائے گا۔ اس کا یہی حال ہوگا۔ اور جب وحی کی راہنمائی میں انسانی روابط قائم ہوں گے۔ اور انسانیت کی صحیح اور درست راہنمائی

Marfat.com

کی جائیگی۔ تو دُنیا جنتِ ارضی کا سماں پیش کرے گی۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے۔ کہ وہ حضور علیہ السّلام کے لائے ہوئے دین پر دِل وجان سے عمل پیرا ہو۔ اور اس کا وجُود اس سمت میں کام کرنے کے لیئے وقف ہو۔ ورنہ موجودہ سائنس تو انسانیت کے لیئے عظیم خطرہ ہے۔ ذرا اس تباہی کا اندازہ لگائیے۔

آپکے عِلم میں ہونا چاہیئے۔ کہ آج کے سائنسدانوں کے نزدیک نیوکلیئر پاور کس قدر تباہی کا موجب بن سکتی ہے۔ اگر دونوں سُپر پاوروں میں سے کوئی ایک دُوسرے پر بھر پُور حملہ کر دے۔ تو اِس خطۂ ارض پر ہر طرف خوفناک تباہی پھیل جائے۔ اور چند نفوس بچ جائیں گے۔ ان کا پہچاننا بھی مشکل ہو جائے گا۔ اور وہ مُختلف مُہلک عوارض کا شکار ہو جائیں گے۔ سارے کرۂ ارض سے انسانیت معدوم ہو جائے گی اور اگر کچھ علاقے بچ جائیں گے۔ تو وہ قحط۔ بیماریوں اور دیگر لاعلاج مصائب کا شکار ہو جائیں گے۔ خیال کیا جاتا ہے سن بیس سو (۲۰۰۰ء) عیسوی میں ایسا ہونا بہت ممکن ہو گا۔ یہ بیان دینے والا سائنسدان پروفیسر جارج کسٹی کوسکی جو اسی برس کا ہے اور اس کا خیال ہے کہ وہ اس تباہی کو دیکھنے کے لیئے زندہ نہیں ہو گا۔

سائنسدانوں نے عوام کو تنبیہہ کرنے کی غرض سے اس طرح کے اعداد و شمار ظاہر کیئے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں ان کا مقصد عوام کو خوف زدہ کرنا نہیں ہے۔ بلکہ باخبر کرنا ہے۔ جوہری توانائی کا محدود

Marfat.com

استعمال ایک غلط مفروضہ ہے۔ جب بھی جوہری جنگ چھڑے گی۔ بھرپور اور پوری صلاحیت کے ساتھ لڑی جائے گی۔ جاپان میں ہیرو شیما اور ناگا ساکی کے شہروں پر گرائے جانے والے بم کی تو کوئی ہستی نہ تھی۔ آج کا ایٹم بم اس سے ۲۰۰۰ گنا بڑا اور طاقت ور ہے۔ ایسے بم دُنیا میں مختلف جگہوں پر بھاری تعداد میں گرائے جائیں گے تو کسی خطے کا ان کی زد سے بچ جانا ناممکن ہو گا۔ تختۂ دُنیا سے نہ کہیں امداد کی صُورت ہو گی۔ نہ ہی فرار کی۔

ڈاکٹر پروفیسر ایچ جے جیک گائیگر آف نیو یارک سٹی کالج کا کہنا ہے کہ نیو یارک شہر پر اگر ایسا بم پھٹ جائے تو اس کے اثرات کی تفصیل رونگٹے کھڑے کرنے والی ہو گی۔ اور وہ خود اس کے جزئیات تیار کرتے وقت کئی ہفتوں تک جسمانی طور پر بیمار رہے ہیں۔ دماغ پر منفی اثرات نے قبضہ جمائے رکھا۔ چند گھنٹوں کے وقفہ سے اگر نیو یارک پر دو تباہ کُن بم گرا دیئے جائیں۔ تو ڈیڑھ کروڑ انسان آنِ واحد میں لقمۂ اجل ہو جائیں گے۔ سماجی نظام اِس طرح بکھر جائے گا۔ کہ کسی کے بچ جانے کے کوئی معنے نہ ہوں گے۔ کیوں کہ تمام ہسپتال تباہ ہو چکے ہوں گے۔ ڈاکٹروں اور نرسوں میں سے شاید کوئی بچ سکے۔ اور اگر کوئی بچ جائے۔ تو وہ گیسوں اور زہریلے دھوئیں کی زد میں ہو گا۔ نہ آگ بجھائی جا سکے گی۔ نہ ملبا کو ہٹایا جا سکے گا۔ مطلب یہ کہ امدادی کاروائی ناممکن ہو گی۔

Marfat.com

حساب لگایا گیا ہے کہ فرض کریں۔ کہ کوئی ڈاکٹر بچ بھی جائے تو اُسے اکیلے ۱۷۰۰ (سترہ سو) بیماروں کی طبی امداد کرنی ہوگی۔ کثرت سے مریض بلا امداد سسک سسک کر مرجائیں گے۔ اور جو زندہ رہیں گے۔ اُن کے جسموں پہ آبلے نکل آئیں گے۔ اور وہ مرنے والوں پر رشک کریں گے۔ کہ کاش ان کی بجائے ہم مر جاتے۔ اس سائنسدان کے لگانے کے حساب کے مطابق ایک ہزار ڈگری سنٹی گریڈ کی آگ روشن ہو جائے گی۔ جس کے بڑے بڑے دھوئیں کے بادل اُوپر کو اٹھیں گے اَور ان کا ملبہ جس چیز پر گرے گا۔ اس کو بھسم کر ڈالے گا۔ شعاعوں کے پڑنے سے بھی سخت قسم کے زخم نمودار ہوں گے۔ ہزاروں میل آس پاس تک تباہی پھیلے گی۔ ہفتوں تک یہ تباہی مسلسل پھیلتی رہے گی۔ اور راستہ میں آنے والی کوئی بھی چیز نہ بچ سکے۔ چاہے وہ عمارات ہوں۔ کارخانے ہوں۔ فیکٹریاں یا تعلیمی ادارے۔ پانی بالکل معدوم ہو جائے گا۔ خوراک زہریلی ہو جائے گی۔ اور بہت سی جانیں لے گی لاکھوں لاشوں کو ٹھکانے لگانے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

ایک اَور سائنسدان پروفیسر برنارڈ ٹی فیلڈ نے حساب لگایا ہے۔ اگر امریکہ اور رُوس دونوں ایک دوسرے کے اٹامک اسلحہ خانوں کو تباہ کرنے کے عمل پہ تُل گئے۔ تو دونوں قوموں کو مُہلک شعاعوں کے نرغے سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اور سطح زمین پر واقع دیگر مُلکوں کے مُتنفس بھی ان کی زد میں ہوں گے۔ جس

Marfat.com

رفتار سے یہ ہتھیار بنائے اور جمع کیئے جا رہے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ اس صدی کے آخر تک ان کے استعمال کی نوبت ضرور آئے گی۔

سائنسدانوں کی رائے ہے۔ کہ اُمید یہی ہے۔ کہ سپر پاور سے کم طاقت کی کوئی حکومت نیوکلیئر پاور کے استعمال میں پہل کر دے گی۔ کیوں کہ اُن کا مستقبل کی تباہی کا علم ہم سے کم ہو گا۔ حساب لگایا گیا ہے۔ کہ اوسطاً چھ مقامی جنگیں ہر سال سامنے آتی ہیں۔ اور جب کوئی چھوٹی جنگ نیوکلیئر وار میں بدل گئی۔ تو پھر کوئی نہ کوئی بڑی طاقت بھی درمیان کود پڑے گی۔ اور اس طرح ردِ عمل میں ساری بڑی طاقتیں جنگ میں ملوث ہو جائیں گی۔ اور دُنیا کی تباہی مکمل ہو جائے گی۔

ایٹمی جنگ اس وقت تک رُک سکتی ہے۔ جب تک کہ عوام یک زبان ہو کر جنگ جو حاکموں کی مخالفت کرتے رہیں گے۔ اگر عوام اس کے خلاف احتجاج نہیں کرتے۔ تو پھر عظیم تباہی سے بچنے کی کوئی اُمید نہیں۔ (نوائے وقت لاہور ۸۰-۱۰-۲۴)۔ اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات پوری ہو کے رہے گی۔ کہ تمہاری تہذیب اپنے ہاتھوں ہی ایک دن خودکشی کرے گی۔

Marfat.com

اِنسان اور اس کی رفتارِ ترقی

(جدید سائنس کی رُو سے)

سائنس کے موضوع پر یہ تصنیف نامکمل رہے گی۔ اگر ہم مختصر طور پر سائنس کے انکشافات اور اس کی ترقی کے اہم واقعات پر روشنی نہ ڈالیں گے۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ ان میں سے کئی حقائق نئی تحقیقات کے ساتھ بدلنے بھی پڑ جاتے ہیں۔ اور جب زاویہ نگاہ زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ تو گزشتہ مفروضے غلط ثابت ہو جاتے ہیں۔ ماہرین کہتے ہیں۔ کہ انسان اِس کُرۂ ارض پر دس لاکھ سال سے آباد ہے۔ بعد میں ایسے شواہد بھی ملے ہیں۔ کہ یہ مدت مزید طویل ہو گئی ہے تنزانیہ ملک میں آتش فشاں پہاڑ کے دامن میں جو انسانوں اور جانوروں کے نقوش پا ملے ہیں۔ ان سے انسان کے چھتیس لاکھ سال پہلے موجود ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔ سائنس کی رِیت یہی ہے کہ آئندہ اگر کوئی اور ثبوت مِل گیا۔ تو یہ اندازہ بھی غلط قرار دیا جائے گا۔

دو تین سال ہوئے جو انسانی ترقی کے مراحل مرتب کیئے گئے ہیں۔ ان کے مطابق آج سے پانچ لاکھ سال پہلے انسان نے آگ ایجاد کی اور اس کے ساتھ ہی پتھروں کے اوزار اور ہتھیار بنائے جانے لگے اسی لیئے تاریخ کے اس دور کو پتھر کا زمانہ کہا گیا۔ تین لاکھ سال قبل انسان نے

Marfat.com

بعض جانوروں کو سدھا کر ان سے باربرداری، سواری اور کاشتکاری کے کام لینے شروع کیئے۔ انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کا احساس ہوا۔ اس کے بعد پہیہ ایجاد ہونے سے رفتارِ ترقی تیز تر ہوئی۔ ایک لاکھ سال پہلے قدرتی غاروں کو چھوڑ کر انسان نے مکان تعمیر کیئے۔ جو مٹی یا کیچڑ سے بنائے گئے۔ پھر پچاس ہزار سال بعد میدانوں میں جھونپڑے بنائے گئے۔ اور پہلی بستی آباد ہوئی۔ لیکن تن ڈھانکنے کے لیئے پتوں کا استعمال ہی ہو رہا تھا۔ آج سے دس ہزار سال قبل پہلی دفعہ کپڑا بنا گیا۔ ساتھ ہی مٹی کے برتن بنائے۔ پانچ ہزار سال پہلے بیل گاڑی۔ گھوڑا گاڑی بنی۔ اور پانی کے کنارے رہنے والوں نے کشتی بنائی۔ جس نے بادبانوں والے بحری جہاز کی صورت اختیار کرلی۔ چار ہزار سال پہلے مصر اور یونان میں نہریں کھود کر دریاؤں کا پانی کھیتوں تک پہنچایا گیا۔ اب انسان نے لکیریں کھینچ کر تصاویر نما الفاظ بنا کر تحریر کی ابتدا کی۔ یہ تحریر پتھروں، پتوں اور کھالوں پر لکھی جاتی تھی۔ پتھر تراش کر تختیاں بنائی گئیں۔ اور ان پر تحریر کھود دی گئی۔ جو آج بھی عجائب گھروں میں محفوظ ہیں۔ اسی زمانہ میں پتھر کے بت تراشے گئے۔ لوہے کے ہتھیار بننے لگے۔ اور اس کے زمانہ کو دھات کا زمانہ کہا جانے لگا۔

مصر اور بابل میں تہذیب نے جنم لیا۔ اور علم ریاضی و جیومیٹری کی ابتدا ہوئی۔ مکان مربع اور مستطیل بنائے جانے لگے۔ زاویوں سے کام لیا جانے لگا۔ مکمل دائرے کے ۳۶۰ درجے بنائے گئے۔ مصر

Marfat.com

میں شمسی سال کی ابتدا ہوئی۔ ۳۶۵ دن کا ایک سال اور چوبیس گھنٹوں کا ایک دِن شمار کرنے لگے۔ آج سے ساڑھے تین ہزار سال پہلے بابل والوں نے سکّہ رائج کیا۔ دو ہزار سال قبل آئینہ ایجاد ہوا۔ تین ہزار سال پہلے یونان میں حروفِ ابجد رائج ہوئے۔ عربی میں بائیس حروفِ ابجد بنائے گئے۔ اڑھائی ہزار سال ہوئے کُرّۂ ارض کے گول ہونے کو ثابت کیا گیا۔ اور فیثا غورث نے ریاضی کے ابتدائی اُصول وضع کئے۔ کہا جاتا ہے کہ آج سے دو ہزار سال پہلے ارسطو سقراط اور افلاطون نے جدید سائنس کو جنم دیا۔ اور اقلیدس نے آج کی جیومیٹری کی ابتدا کی۔ کہتے ہیں۔ ارشمیدس دُنیا کا پہلا انجینئر تھا۔ جِس نے عِلم طبیعات (فزکس) کی ابتدا کی۔ اس کے وضع کردہ اُصول ہوائی جہاز، ریڈیو، ٹیلیویژن، بجلی، راکٹ اور ایٹمی توانائی کے حصُول کا باعث ہوئے۔ ایک سو پچاس سال قبل مسیح چین میں کاغذ ایجاد کیا گیا۔ ایک سو عیسوی میں یُونان کے اندر عِلم طِب کی بنا ڈالی گئی۔ پھر ۸۰۰ اور ۱۲۰۰ عیسوی سَن کے درمیان کئی مسلمان سائنسدانوں نے سائنس کے عِلم کو مالا مال کیا عِلمِ فلکیات، جغرافیہ، طب، ریاضی، کیمسٹری اور فزکس سب علوم کو مسلمانوں ہی نے بامِ عرُوج تک پہنچایا۔ گھڑی، قُطب نما، چھاپہ خانہ، جراحی کے اوزار اور دُوربین اِسی دَور کی ایجادیں ہیں۔ مُسلمانوں ہی نے بارُود ایجاد کیا۔ جس سے آج توپ تفنگ اور راکٹ کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے یُونانیوں کے سطحی اور نظریاتی عُلوم کو تجربہ اور عمل کی بھٹی سے گزار کر

Marfat.com

کندن کیا۔ ۱۲۷۰ء عرب سائنسدان حسن الرمتہ نے آتش بازی کے موضوع پر ایک کتاب لکھی۔ جس میں سب سے پہلے راکٹ بنانے کے طریقے پیش کیئے گئے۔ انہی راکٹوں کو بعد میں چینیوں اور منگولوں نے ایک دوسرے کے خلاف جنگوں میں استعمال کیا۔ اس کے بعد والے سالوں میں خُورد بین اور دُور بین ایجاد ہوئی۔ ۱۶۶۵ء میں نیوٹن نے کشش ثقل کے دائرے کو ناقابلِ عبور ثابت کیا۔ جب کہ ۱۹۶۹ء میں امریکہ نے مصنوعی سیّارہ (اپالو۔ آٹھ) بنا کر اس دائرہ سے باہر نکال دیا۔ سُلطان حیدر علی آف میسُور نے ۱۷۸۰ء میں انگریزوں کے خلاف راکٹوں کا استعمال کیا بعد میں جب انگریزوں کا قبضہ میسُور پر ہوگیا۔ تو اچھی قسم کے راکٹوں کا استعمال شروع ہوا۔ پھر امریکہ نے بھی راکٹوں کو ترقی دی۔ جس سے وہ چاند پر پہنچنے میں کامیاب ہوا۔ اٹھارہویں صدی عیسوی میں بھاپ کا انجن۔ اُوپر اڑنے والا غبارہ (جس میں انسان بلندی تک چلا گیا۔) اور بیٹری سیل ایجاد ہوئے۔ پھر انیسویں صدی عیسوی میں بھاپ سے چلنے والی پہلی موٹر گاڑی، ٹیلیگراف، کیمرے کی فلم اور ڈائنامیٹ ایجاد ہوئے۔ بجلی پیدا کرنے والا ڈائنمو بھی اسی صدی میں ایجاد ہوا۔ اس نے دُنیا کی کایا ہی پلٹ دی۔ بڑے بڑے ڈیم انہی کو چلاتے ہیں اور اعلیٰ پیمانے پر بجلی پیدا کی جاتی ہے۔ ۱۸۹۰ء اور ۱۹۰۰ء کے درمیان وائرلیس، متحرک فلم اور یورینیم حاصل ہوئے۔ کیوری اور مسز کیوری نے یورینیم ایجاد کر کے زمانے کو ایٹمی دور میں داخل کر دیا۔ لیکن ساتھ ہی

Marfat.com

اپنی تحقیقات کے دوران تابکاری سے جان دے دی۔ آب دوز کشتی بھی اُنیسویں صدی کے آخر میں بنائی گئی۔ نئی صدی کے شروع میں مارکونی نے ریڈیو بنایا۔ ۱۹۰۳ء میں رائیٹ برادران نے ہوائی جہاز ایجاد کیا۔ انہیں وہم وگمان بھی نہ تھا۔ کہ ہوائی جہاز ۶۰۰ ــــــ ۸۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتاروں سے عام اڑا کریں گے۔ ان کا جہاز ۳۷ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اُڑا کرتا تھا۔ پھر ہوائی جہازوں ہی نے خلاء میں جانے کا راستہ ہموار کیا۔ ۱۹۰۵ء میں آئن سٹائن نے نظریہ اضافت ثابت کیا۔ ۱۹۲۶ء میں ٹی۔ وی ایجاد ہوا۔ ۱۹۳۲ء میں جرمنی کے ہٹلر نے جنگی مقاصد کے لیے راکٹ بنائے ۱۹۳۹ء میں جیٹ طیارہ ایجاد ہونے سے ہوائی جہازوں میں انقلابی تبدیلی آئی ۱۹۴۰ء میں پنسلین کی ایجاد سے طب جدید کو ترقی حاصل ہوئی ۱۹۴۵ء میں امریکہ نے جاپان کے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرائے۔ اور بڑے پیمانے پر تباہی مچ گئی۔ اب خلاء میں جانے کے تجربات بھی شروع ہو گئے۔ ان میں کئی جانیں ضائع ہوئیں۔ تاہم روس امریکہ میں خلائی سفر کا مقابلہ شروع ہو گیا ہے۔ ۱۹۵۹ء میں روس نے چاند پر ایک راکٹ اُتار دیا۔ اور اسے زمین سے کنٹرول کیا جاتا تھا۔ ۱۹۶۸ء میں امریکی سائنسدان نے چاند کے گرد چکر لگایا۔ بالآخر ۲۱ جولائی ۱۹۶۹ء کو امریکہ نے پہلا انسان چاند پر اُتارا اور پھر اسے واپس زمین بھی لایا گیا۔ چاند پر ہوا نہیں ہے۔ اِس

Marfat.com

لیئے کوئی گرد و غبار نہیں اُڑتی ۔ دو امریکیوں نے جو نقوش پا وہاں چھوڑے ہیں ۔ وہ کئی صدیوں تک قائم رہیں گے ۔ تازہ ترین سائنسی کامیابی پاکستان کے اقلیتی فرقے کے ایک
ممتاز فرد ڈاکٹر عبدالسلام کی ہے ۔ جنہیں آئن سٹائن کے کام کی تکمیل پر نوبل پرائز دیا گیا ہے ۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے ثابت کیا ہے کہ
" کائنات میں مادے کا کوئی وجود نہیں ۔ بلکہ ہر مادے کی ضد موجود ہے ۔ جو کہ عملی طور پر باہم مل کر ختم ہو جاتے ہیں ۔ اور پھر کائنات میں صرف ایک قوت باقی رہ جاتی ہے ۔ جسے مذہب خُدا کا نام دیتا ہے ۔"

اِستفادہ حکایت جنوری [۸۰]

یہ مقام مسرت ہے کہ لادین دُنیا بھی اب کائنات کو چلانے والی کسی مافوق الفطرت ہستی کے وجود کی قائل ہوتی جا رہی ہے ۔ لیکن تعصب کا بُرا ہو کہ ابھی اسے خُدا کا نام دینے سے گریز کیا جا رہا ہے لیکن تو وہ دن دور نہیں جب سب لوگ کُھل کر خالق کائنات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے ۔

Marfat.com

تسخیر کائنات

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (پ ۲۵)

"خدا وہ ہے، جس نے تمہارے لیئے مسخر کیا دریا (سمندر) کو تاکہ اس میں کشتیاں چلیں۔ اس کے حکم سے اور تم اس کا فضل تلاش کرو۔ (یعنی تجارت) نتیجہ میں تم شکر بجالاؤ۔ نیز تمہارے لیئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ بھی مسخر کر دیا۔ سارا کا سارا اپنی طرف سے۔ بے شک ان میں غور و فکر کرنے والی قوم کے لیئے نشانیاں موجود ہیں۔"

مندرجہ بالا آیاتِ قرآن نے کتنی وضاحت کے ساتھ کُل کائنات کی موجوداتِ کو انسان کے لیئے مسخر کرنے کا اعلان کیا ہے۔ مسخر بہ ایں معنے ہے کہ یہ سب موجودات انسان کی خدمت پہ مامور کر دی گئی ہیں۔ اور خود انسان کو خدا کا تابع فرمان ہونا چاہیئے۔ جو کچھ پہلے ہی مسخر ہو چکا ہے۔ جدید سائنس اسے آج مسخر کرنے

Marfat.com

کا دعویٰ کرکے دُنیا کو مرعوب کرنے کی کوشش ناتمام کر رہی ہے۔ تسخیرِ کائنات کا یہ دعویٰ کھوکھلا اور بے معنی ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسے آسمانی سیاروں کی سیر کہا جا سکتا ہے۔ دو انسانوں نے چاند پہ جا کر چند قدم چلنے کی سیر کی، کچھ وہاں کی مٹی کے نمونے اکٹھے کیئے اور واپس آ گئے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ یہ ایک اپنی قسم کا پہلا کارنامہ تھا کہ انسان کی پہنچ چاند پر ہوئی۔ اس میں خُدا کی یہ حکمت بھی پوشیدہ ہے۔ کہ بانیِ اسلام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی معراجِ جسمانی کا انکار کرنے والوں کے لیئے یہ ایک بیّن دلیل قائم ہوئی ہے۔ اقبال نے معراجِ نبوی کو کیسے عمدہ زاویہ سے پیش کیا ہے ؎

رہِ یک گام ہے ہمّت کے لیئے عرشِ بریں
کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات

خالقِ کائنات کا مسلمانوں سے وعدہ ہے۔ کہ وہ اس کے فرمانبردار بندے اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچّے اُمتی بن جائیں۔ پھر "یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں"۔ سو عزیزو تسخیرِ کائنات کے سائنسی دعوے کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ تو سُپر پاورز کا ایک دوسرے سے بازی لے جانے کا مقابلہ ہے۔ جس کا کوئی اخلاقی جواز نہیں ہے۔

Marfat.com

آسمانی سیاروں کی طرف پرواز اور قرآنی اشارہ :

آسمانی سیاروں کی طرف پرواز اور قرآنی اشارہ :۔ سورۃ الرحمٰن میں ہے۔ کہ " اے گروہِ جن و انس ! اگر تمہیں قدرت ہو کہ زمین و آسمان کے اقطار سے نکل جاؤ۔ تو نکل جاؤ۔ مگر تم سلطان (بے اندازِ قوّت) کے بغیر ایسا نہیں کر سکتے۔"

اِس سے معلوم ہوا کہ انسان کا آسمانی پہنائیوں میں جانے کا موضوع نیا نہیں ہے۔ چودہ سو سال پہلے بھی اس پر آیات وارد ہوئی ہیں۔ البتہ یہ بتا دیا گیا تھا۔ کہ پہلے تمہیں سلطان بہ معنے زبردست طاقت انتہائی تیزی۔ پوری قوّت اور صحیح راہنمائی حاصل کرنی ہوگی۔ عموماً کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد وہ راکٹ ہے۔ جو خلائی جہازوں کو زمین کی کشش سے نکال باہر کرتا ہے۔ اور جس کی رفتار تقریباً تیس ہزار میل فی گھنٹہ کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ اقطار سے مُراد گول کرّوں کا دَل یا موٹائی ہے۔ جیسے ہماری زمین کا قطر (جس کی جمع اقطار ہے) آٹھ ہزار میل کے لگ بھگ مانا جاتا ہے۔ سُلطان سے اگرچہ راکٹ کی نشاندہی ہوتی ہے تاہم اس کے مادہ کے حرُوف س۔ ل۔ ط۔ سے ایک لفظ "سلطۃ" بھی نکلتا ہے۔ جس کے معنے لمبا اور تیز تیر ہوتا ہے۔ جو نہایت ہی تیزی سے اپنی کمان سے نکلے۔ اور عین نشانے پر جا کر بیٹھے۔ یہ قرآنی فصاحت کا کمال ہے۔ کہ ایک ایک لفظ میں معانی کے دریا بہتے ہیں چاند اور دوسرے سیاروں پر جانے کی مہم پر جو کروڑوں

Marfat.com

نہیں، اربوں کھربوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ ان سے اگر اس زمین پر بسنے والی مخلوق کی احتیاج دُور کی جاتی۔ بھوک اور ننگ کا مداوا کیا جاتا۔ مفلوک الحال انسانوں کا علاج کیا جاتا۔ پسماندہ اقوام کے افراد کو مُفید تعلیم دی جاتی۔ دُکھ درد کے ماروں کو سُکھ اور چین مُہیا کیا جاتا۔ تو اس میں شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ کہ انسانوں کے دِل مُسخّر ہوجاتے۔ اور دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بن جاتی۔ اور ہر وقت ایٹمی جنگ کے خطرات جو منڈلاتے رہتے ہیں۔ ان سے مطلع صاف ہوجاتا۔ اسلام انسانیت کے لئے امن کا دین ہے۔ الخلق عیال اللہ۔ ساری مخلوق خُدا کا کُنبہ قرار دی گئی ہے۔ اسی لئے حقُوق العباد کو حقوق اللہ سے بھی زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ ملحد طاقتوں کے ہاتھوں میں بے لگام قوت آجانے کا یہی نتیجہ ہو سکتا تھا۔ جو کہ ہُوا ہے ساری دُنیا سُکھ اور چین سے محروم ہے۔ اور ہر آن خوف اور ڈر کے سائے چھائے رہتے ہیں۔ یہ ہے تہذیبِ نو کا انعام جو انسانیت کو ملا ہے۔

موجودہ سائنس کے ہاتھوں چاند کی نقاب کشائی دراصل قرآن حکیم کے اس وعدہ کا ایفا ہے۔ جو چودہ سال پہلے کیا گیا تھا۔

سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی

Marfat.com

يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ (۵۳:۴۱)

"ہم عنقریب ان کو (غیر مسلموں کو) اپنی قدرت کی نشانیاں (اردگرد پھیلے ہوئے) آفاق میں بھی اور ان کی اپنی ذات میں بھی دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا۔ کہ قرآنِ حکیم حق ہے۔"

آج ہر شخص جانتا ہے۔ کہ قرآنِ مجید کی پیشین گوئی بہ تمام و کمال پوری ہو رہی ہے۔ دُنیا کے غیر مسلم سائنسدان اور محقق اب خود ہی ان حقیقتوں کو بیان کر رہے ہیں۔ جو چودہ سو سال سے مسلمان اپنی الہامی کتاب میں پڑھتے اور مانتے چلے آئے ہیں۔ خاص طور پر ان کے ہاتھوں سے ان حقائق کی پردہ کشائی کرائی گئی ہے۔ جو پہلے انہی پر اعتراضات کرتے رہے ہیں تاہم مسلمانوں کو سائنس کی طرف سے غفلت برتنے کا مقام نہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کسی نہ کسی تکنیک میں ماہر تھے۔ حضرت نوح کی کشتی سازی، حضرت سلیمان کے تعمیراتی کارنامے۔ حضرت داؤد کی زرہ سازی تاریخ سے ثابت ہے۔ بعد میں اسلامی تاریخ ایجادوں کی کہانی سے مزین ہوئی۔ مسلمانوں نے منجنیقیں، دمدمے، روغن زفت، بارود، کاغذ، گھڑیاں، رصدگاہیں، آلاتِ جراحی، ادویات نظامِ اعضاء وجوارح، فلکیات، ارضیات، ریاضی و کیمیا، سب کے سلسلے میں تحقیق و تجربہ کے دریا بہا دیئے۔ غیروں نے یہ علوم اُچک لیئے۔ اور ان کے تمغے اپنی چھاتیوں پر سجا لیئے۔ اور مسلمانوں

Marfat.com

کو عُریانی ناچ گانوں اور نشہ آور دواؤں میں اُلجھا دیا۔ مثلاً ابن الہیثم نے طبیعات اور کواکب کے عجائبات پر ریسرچ کی۔ ابنِ نفیس نے دورانِ خون دریافت کیا۔ جس کا سہرا ہاروے کے سر باندھا جا رہا ہے۔ لیکن اب سائنسدان اصل کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ ڈبلیو۔ سی ڈیمپر ابنِ نفیس ہی کو اس کا ذمہ دار مانتا ہے۔ بریفالٹ اپنی تصنیف The Making of Humanity میں لکھتا ہے۔ "حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ یورپی فرد جس نے پہلے پہل عربوں کے کسی انکشاف پر نگاہ ڈالی۔ اس پر وہ اس انداز سے جھپٹ پڑا۔ جیسے وہ خود اس کا اپنا کارنامہ ہو۔"

اندریں حالات مسلمانوں کے لیئے لازمی ہے۔ کہ وہ اپنے اس علمی ورثہ کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیئے ہمہ تن مصروف ہو جائیں کیونکہ فرمانِ نبوی ہے۔ کہ اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤمِنُ (حکمت و دانائی مومن ہی کی کھوئی ہوئی چیز ہے) جہاں سے بھی، جس سے بھی ملے۔ بلاتامل اپنی چیز واپس لے لینی چاہیئے ہمیں اپنی مکتبی تعلیم کو سائنسی تعلیم میں ڈھالنے کی کارروائی فوراً عمل میں لانی چاہیئے۔ اپنی تیس سالہ غفلت اور عیش کوشی کو خیر باد کہہ دینا چاہیئے۔ اسی میں عزت کی زندگی ہے۔ اور اسی میں پاکستان کی بقا پوشیدہ ہے۔ اس جمود کو اب خیرباد کہنا پڑے گا۔ جو ہم نے تمام تعمیری اور ترقی دادہ سکیموں سے کنارہ کشی کی صورت

Marfat.com

میں اختیار کر رکھا ہے۔
سپر پاوروں کی جانب سے چاند اور دیگر سیاروں کی جانب پیش رفت کرنے سے کم علم مسلمانوں میں جو فکری انتشار پیدا ہو گیا ہے۔ اب ہم اس طرف آتے ہیں۔ ہم عصری ایجادات کے بارے میں حضور علیہ السلام کی طرف سے چودہ سو سال پہلے دی گئی معلومات پر بعد میں روشنی ڈالیں گے۔ اور ثابت کریں گے۔ کہ آپ نے سب بڑی بڑی ایجادات اور رواجات کے متعلق پہلے ہی اطلاع دے دی تھی۔ اور وہ باتیں حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں۔
انسان نے خلاء کا سینہ چیر کر چاند پر اپنے قدم جما دیئے تو بہت سے کم علم مسلمانوں کا اعتقاد متزلزل ہو گیا۔ اسی لیئے کہا جاتا ہے کہ کم علمی ایک مصیبت ہے۔ یہ کام تو دراصل مسلمانوں کو کرنا چاہیئے تھا۔ کہ سیر افلاک کا حکم ان کو بار بار دیا گیا ہے۔ بہت سے سوال خام ذہنوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ مثلاً چاند پر نمازیں کیسے ادا ہوں گی۔ نماز اور صیام کا نظام الاوقات کیا ہوگا؟ نمازی رُو بہ قبلہ کیسے ہوں گے؟ خلائی جہازوں میں کیسے نماز ادا کی جائے گی؟ وغیرہ وغیرہ۔
خالق کائنات کو علم تھا۔ کہ ایسے زمانے آئیں گے۔ جب لوگ اس طرح کے اعتراضات کریں گے۔ اسی لیئے قرآن حکیم میں

Marfat.com

فرمایا گیا۔ کہ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہو یا مغرب کی طرف۔ اصل نیکی تو خدا کے احکامات پر عمل اور ان کا احترام کرنا ہے۔ مسافرت میں قبلہ رُو ہونے کی کتنی آسانی دی گئی ہے جدھر تمہارا دل گواہی دے۔ اُدھر ہی منہ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم ہے۔ کیوں کہ خُدا تعالیٰ زمان و مکان سے پاک ہے۔ اور وہ ہر طرف موجود ہے۔

جہاں تک نمازیں پڑھنے اور روزے رکھنے کے اوقات کا تعلق ہے۔ یہ مسئلہ چاند پر انسان کے پہنچنے سے بھی بہت پہلے کا ہے۔ قطب شمالی کے وہ ممالک بھی ہیں۔ جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہوتی ہے۔ کیا وہاں کے مسلمان نماز روزے پر عامل نہیں ہیں؟ ضرور ہیں لیکن انہوں نے اجتہاد کے ذریعے سے مقامی حالات کے مطابق اپنے اوقات طے کر لئے ہیں۔ وہ یوں ہے کہ وہاں پہ بسنے والوں نے سوچ بچار کر کے ایسے دن رات مقرر کر لئے ہیں۔ جن میں دن کو وہ کاروبار کرتے ہیں۔ اور رات کو ادارے بند کر کے آرام کرتے ہیں۔ اور یہ رات ایسی ہوتی ہے۔ کہ اس میں سورج غروب نہیں ہوتا۔ قدرتی دن اگرچہ چھ ماہ کا ہوتا ہے۔ لیکن معمول کا دن اسی طرح ہوتا ہے۔ جیسے یہاں ہمارے ملک ہیں۔ جدید دَور میں اب ریڈیو، وائرلیس نے خاصی ترقی کر لی ہے۔ اگر ان علاقوں کے لوگ چاہیں تو وہ زمین کی ناف —— یعنی مکہ معظمہ کی آذان سُن

Marfat.com

کر اس کے مطابق اپنی نمازوں کو ادا کر سکتے ہیں۔ یہ ایک بہترین قابلِ عمل حل ہے۔ اب یہی بات چاند پہ بھی صادق آتی ہے۔ چاند پر جانے والے خلا بازوں سے زمینی مواصلات کا رابطہ اتنا مکمل ہوتا ہے۔ کہ یہاں پر ان کی تمام حرکات و سکنات دیکھی جاتی ہیں اور ان کے جسموں کا ٹمپریچر بلکہ دِلوں کی دھڑکنوں کو بھی سُنا جاتا ہے اگر چاند پر آبادی ہو جائے۔ تو وہاں پر مکہ مکرمہ کے تمام شب و روز بخوبی دیکھے جا سکیں گے۔ اور کعبہ شریف میں ہونے والی نمازوں کے اوقات سے مطابقت اختیار کی جا سکتی ہے۔ اور نمازوں کا رُخ بھی تعین کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی اشکال نہیں۔ صِرف لادین اور مذہب سے باغی ذہن کے اعتراض اور کٹ ہجتیاں ہیں۔ جو اہلِ ایمان کو دین سے برگشتہ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اگر تمام مسلمان دُنیا بھر میں ایک ہی دِن رمضان شروع کرنے اور ایک ہی دن عید کرنے پر اتفاق رکھتے ہیں۔ تو کعبہ کو مرکز بنا کر چاند اور دوسرے سیاروں پر نظام الاوقات کیوں مقرر نہیں ہو سکتے؟

نظام الاوقات یہ مسئلہ تو پہلے ہی سے طے شُدہ ہے کہ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے پوچھا گیا کہ قیامت کے قریب جب زمین سے آفتاب کا فاصلہ اور اس کی گردش رفتار بدل جائے گی تو نمازیں کیسے پڑھی جائیں گی؟ حضُور نے جواب میں فرمایا۔ کہ ایسے امُور

Marfat.com

اندازے سے سرانجام پائیں گے۔

ہمارا خُدا ربُّ العالمین ہے۔ اور ہمارا رسولؐ رحمۃ للعالمین ہے۔ دوسرے سیّاروں پر اگر دیگر مخلُوقات کا سراغ بھی مل جائے تو اسلام پر آنچ نہیں آئے گی۔ بلکہ اس کی تصدیق ہی ہو گی۔ علامہ اقبال نے اسی لیئے کہا ہے کہ ؎

ہر کجا ہنگامۂ عالم بوَد　　　　رحمۃٌ للعالمینے ہم بوَد

(جہاں کہیں بھی زندگی کا وجود ہو گا۔ وہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃٌ للعالمینی بھی ہو گی) آنحضرت نے چاند کو ایک ایسی دُنیا سے تشبیہہ دی ہے۔ جس پر، قیامت برپا ہو چکی ہو (اور وہ جل کر سیاہ پڑ چکی ہو)

ملحد طاقتیں اور اسلام بیزار حلقے مسلمانوں میں بے یقینی اور افراتفری پیدا کرنے کی مسلسل کوششیں کر رہی ہیں۔ اور جن علاقوں میں مسلمان ان کے زیرِ نگین ہیں۔ ان کو بے رحمی سے تختۂ مشق بنایا جا رہا ہے۔ ان کے گھر بار لٹائے جا رہے ہیں۔ انکے خاندانوں کو بے دریغ قتل و غارت کے گھاٹ اُتارا جا رہا ہے ان حالات میں کسی کے مُسلمان ہونے کا سہل اور آسان امتحان یہ ہے کہ مسلمانوں کی مصیبتوں سے کسی کو کس قدر دلی رنج پہنچتا

عطارد اور مریخ کے بارے میں حضُور سے مروی ہے۔ کہ "میں ان دونوں پر نماز پڑھا چکا ہوں"۔ (روزنامہ مشرق لاہور ۶۹-۷-۲۴)

Marfat.com

ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔ کہ دُنیا کے تمام مُسلمان ایک جسم کی مانند ہیں۔ اگر انگلی کو تکلیف ہوتی ہے تو تمام جسم اس کو محسُوس کرتا ہے۔ اگر آنکھ کو تکلیف ہوتی ہے۔ تو سارے جسم کو دُکھ پہنچتا ہے۔ (مفہوم) پس ہم میں سے جو شخص مسلمانوں پر ظلم ہوتے دیکھ کر دلی کرب محسوس نہیں کرتا۔ وہ ضرور مُسلمان کے رُوپ میں کُفار کا ایک ایجنٹ ہے۔ آپ اپنے ضمیر سے فتوٰے لیں۔ کہ آپ کس حد تک اس امتحان میں پُورے اُترتے ہیں۔

قارئین کرام مسلمانوں کی زبوں حالی اور مُصیبت زدگی اتنی عام ہے۔ کہ ہر روز اخبارات میں ہم ان پر ہونے والے مظالم کی داستانیں پڑھتے ہیں۔ کہیں فلسطین ہے کہیں قبرص۔ کہیں کشمیر ہے کہیں افغانستان۔ بالکل وہی نقشہ ہے جو اقبالؒ نے پیش کیا تھا ؎

برق گرتی ہے تو بے چارے مُسلمانوں پر

اس کے باوجود شاباش ہے ان جیالے خُدا و رسُول کے نام لیواؤں پر۔ کہ وہ ڈٹے ہوئے ہیں۔ اور ان کے منہ سے اِسلام اِسلام ہی کی رٹ لگ رہی ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ وہ حق پر ہیں اور حق کے راستہ میں مصیبتیں آیا ہی کرتی ہیں۔ اگرچہ ہماری مسلمانی اس معیار کی نہیں ہے۔ جو کہ قرونِ اولیٰ کے مُسلمانوں

Marfat.com

کی تھی۔ تاہم اللہ تعالیٰ ہمارا ساتھ نہیں چھوڑے گا۔ اور ہمیں بے یارومددگار نہیں چھوڑے گا۔ کیوں کہ اس قوم نے انتہائی نامساعد حالات میں بھی جب کہ دُنیا کی ساری مادی طاقتیں اپنا پُورا زور لگارہی ہیں۔ کہ کسی خطے میں اِسلام کا احیا نہ ہونے پائے۔ ہر جگہ کسی نہ کسی شکل میں نظامِ مُصطفےٰ کے قیام کی تحریکیں جاری رکھی ہیں بیرُونی طاقتیں پہلے اِن تحریکوں کے قائدین کو تاریک خیال رجعت پسند اور ترقی دُشمن ہونے کے الزامات لگاکر بدنام کرتی ہیں۔ پھر اپنے کرایے کے جاسُوس مسلمانوں سے کام لے کر مسلمانوں پر مسلمانوں ہی سے ظلم وستم کرواتی ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ جتنا خُون گزشتہ بیس سال میں مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا بہایا گیا ہے۔ اس کے سامنے چنگیز، ہلاکو اور حجاج بن یُوسف کا دَور بھی ماند ہے۔

اِس سازشی کھیل کے باوجود احیائے اسلام کا قافلہ رَواں دَواں ہے۔ قربانی پر قربانی دی جارہی ہے۔ آپ کو حالیہ تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملے گی۔ کہ کسی قوم میں اتنی استقامت اور پامردی ہو کہ وہ اپنے دشمنوں اور دُشمنوں کے آلہ کاروں کے مسلسل حملوں سے اپنے اجزاء کے شکستہ وناکارہ ہوجانے کے باوجود اپنے مشن پر ڈٹی ہوئی ہو۔ پندرھویں صدی ہجری کا آغاز خونیں واقعات سے ہوا ہے۔ جو دُشمنانِ اسلام نے دانستہ پیدا کیے ہیں۔ لیکن

Marfat.com

مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ قافلہ رواں دواں رہے گا۔ علمِ اسلام ہمیشہ بلندر ہے گا۔ کیوں کہ ؎

خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

مسلمانوں کو اپنے دفاع کی غرض سے ہر وہ ہتھیار بنانا اور اپنانا چاہیئے۔ جو حالات کے تقاضے سے ضروری ہو۔ قوم کا کمزور ہونا دشمن کے لیئے حملہ کی دعوت ہوتی ہے۔ اسلام تو آیا ہی دنیا میں باوقار اور عزت کی زندگی گزارنے کے لیئے ہے۔ کیوں کہ یہ دونوں جہانوں کی فلاح اور کامیابی کی نوید ہے۔ اس نے کل کائنات کی راہنمائی کرنی ہے۔ اس لیئے مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ آپس میں اتفاق و اتحاد کا مظاہرہ کریں۔ اور جدید ایجادات و آلات سے پوری طرح لیس ہوکر رہیں۔ تاکہ کوئی فرعونی طاقت ان پر ظلم و ستم روا نہ رکھ سکے۔ اور جہاں بھی مظلوم مسلمانوں پر زیادتی ہو ان کی مدد کی جائے۔ اور ظالم کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

Marfat.com

اسبابِ زوالِ اُمت

کام لشکر، نہ کمک پر زر و مال آتا ہے
اپنے اعمال بُرے ہوں تو زوال آتا ہے
عیش کوشی کی سزا مفلسی و در بدری
یا وہ طنطنہ وہ جاہ و جلال آتا ہے
دیکھی جاتی نہیں مسلمانوں کی ایسی حالت
دوستو! رحمتِ باری کو جلال آتا ہے

مسلمانوں کے تنزل اور زوال پر بہت کچھ خیال آرائی ہو رہی ہے۔ اور اس سلسلے میں ہر ایک مفکر اور ہر ایک ادیب نے اپنی اپنی بساط کے مطابق وجوہات بیان کی ہیں۔ لوگ ان کو پڑھتے بھی ہیں۔ لیکن پھر بھی ان باتوں سے پرہیز نہیں کرتے۔ جو ان کے زوال اور پستی کا باعث ہوئی ہیں۔

مسلمان دانش وروں نے وراثت میں ملنے والی الہامی سچائیوں کو طاقِ نسیان پر رکھ دیا۔ اور خود جھوٹے نگوں کی ریزہ کاریوں پر فدا ہو گئے۔ سب سے پہلے فتنۂ استبداد نے سر اُٹھایا۔ اور پھر فتنہ حریت ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ علم، اخلاق، مذہب، تقویٰ، طہارت نفس کوئی شے بھی اب زمانے کو مطلوب نہیں۔ چند مجہول

Marfat.com

الفاظ کی رٹ لگانے والا دانش ور ہے۔ امام العصر ہے اور قائد ہے۔ انقلاب۔ عوام۔ مساوات۔ بھوک۔ ننگ۔ لیکن مسلمان تو شکم کا بندہ نہیں ہوتا۔ جیسے کہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ؎

زوال بندۂ مومن بے زری سے نہیں

یعنی تنگ دستی اور عُسرت سے مومن کا کبھی زوال نہیں آتا یہ ایک گہری سازش ہے۔ کہ مسلمانوں کو باور کرایا جا رہا ہے۔ کہ تمہاری پستی کا باعث تمہارا دین ہے۔ حالانکہ اب خود کفار اسلام کے دین برحق ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ بین الاقوامی پیمانے پر اسلامی ثقافتی کانفرنسیں منعقد کی جا رہی ہیں۔ اعلیٰ پائے کی کتابیں لکھی اور شائع کی جا رہی ہیں۔

یہ ٹھیک ہے۔ بے زری سے ایمان اور اخلاق کا کچھ بھی نہیں بگڑتا۔ لیکن جس قسم کا معاشرہ آج قائم ہو چکا ہے۔ اس میں اقتصادیات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مغرب نے مادی خوش حالی اور اقتصادی قوت بے تحاشا حاصل کر لی ہے۔ اور اس کی مدد سے وہ دین پر حملے کر رہے ہیں۔ اس لیئے ہمیں بھی چاہیئے تھا۔ کہ اپنی اقتصادی حالت کو درست رکھتے۔ تبھی ہم ان کے حملوں کا جواب دے سکتے تھے۔ اسلامی دُنیا کو صنعت و حرفت کی طرف سے آنکھیں بند نہیں کرنی چاہیئں تھی۔ یہی ایک ذریعہ تھا جس کا بل بوتے پر وہ

Marfat.com

اپنی مدافعت کے لیئے اسلحہ اور جنگی سامان تیار کر سکتی تھی۔ قدرت کی فیاضیوں سے فائدہ اُٹھا کر اپنی مالی و اقتصادی حالت سدھارنا ایک بڑی ہی اہم ضرورت تھی۔ فرنگیوں نے یہ راز پالیا۔ اور عمل پیہم و منصوبہ بندی سے انہوں نے تمام دنیا کی اقتصاد اور تجارت پر قبضہ کر لیا۔
تاریخ سے معلومات حاصل کریں۔ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ عثمانی ترکوں نے جو کہ چھ سو سال تک اسلامی دنیا کا بازوئے شمشیر زن رہے ہیں۔ نت نئے علوم سائنس کو کافرانہ فعل قرار دے کر ان سے کنارا کیا۔ جب کہ یورپین اقوام نے نئے ہتھیار اور اسلوب جنگ اپنا لیئے۔ ترکوں نے نئے ہتھیاروں کو کافروں کی ساختہ بدعات قرار دیا اور ترقی نہ کی۔ چھاپہ خانوں کو اس لیئے رواج نہ دیا۔ کہ اگر مقدس کتاب قرآن کو چھاپ دیا گیا۔ تو اس کی تقدیس پر حرف آئے گا۔
چنانچہ زوالِ اُمّت کا یہ بھی سبب ہے کہ مذہبی عقائد و تصورات میں بال کی کھال اتاری جانے لگی۔ بحث و تکرار میں وقت ضائع کیا جانے لگا۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ "مذہب میں غلو اور مبالغہ سے بچو۔ کیوں کہ تم سے پہلی اُمتیں اسی لیئے برباد ہوئیں" دینی پیشواؤں نے تاویلوں سے کام لے کر علم صرف قرآن و حدیث کو ہی قرار دیا۔ اور دوسرے ہُنر تحقیق و تجسس غیر ضروری قرار دیئے۔ حالانکہ اسلام میں علم زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی تاکید ہے۔ حتیٰ کہ خواہ اس کے لیئے چین تک

Marfat.com

ہی جانا پڑے۔ ظاہر ہے کہ چین میں دینی علم تو نہیں پایا جاتا۔ پس علماء نے مسلمانوں کو طبیعی علوم سے بلاوجہ بیزار کر دیا۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان پسماندہ رہ گئے۔ اور اپنے دفاع کے قابل بھی نہ رہے۔

اب اپنے تنزل کا مداوا بھی ہمارے سامنے ہے۔ وہ یہ کہ ہم اپنی کھوئی ہوئی حکمت کو پھر سے پالیں۔ سائنسی علوم جو کہ اب مغربیوں کے پاس ہیں۔ حاصل کریں۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ان علوم کو استعمال بھی اُن ہی طریقوں سے کیا جائے گا۔ خصوصی طور پر سرمایہ اور محنت کے باب میں پیداوار کے ان دونوں ذرائع کا رابطہ جو مغربی ممالک نے قائم کر رکھا ہے۔ تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ مُسلمان شریعت کی بتلائی ہوئی راہوں پر چلیں گے۔ اسلامی معاشرہ اپنے اصُولوں پر عمل کر کے اِن جماعتی جھگڑوں اور کھینچا تانی سے محفوظ رہتا ہے۔ جو مغربی اقوام کے لیئے سوہانِ روح بنی رہتی ہے۔ معاشرے کی اقتصادی خوش حالی کا سبب صنعت و حرفت کے عام اصُولوں سے اور طریقوں سے باخبر ہونا ہے۔

موجودہ قائدین کا کام نہایت ہی مشکل لیکن عظیم الشّان ہے قومِ مسلم کو بھٹکے ہوئے راستہ سے موڑ کر صحیح لائنوں پر چلانا ہے اس کے لئے بہت صبر و تحمل۔ خود فراموشی۔ جرأت اور ایمان و یقین کی ضرورت ہوگی۔ ایسے مضبوط قدم اُٹھائے جائیں جو اِسلام کی دعوت و ارشاد میں کبھی نہ ڈگمگائیں۔

Marfat.com

خوش قسمتی سے اب اس کے آثار نظر آنے لگے ہیں کہ مُسلمانوں میں پھر سے اپنے عروج کو حاصل کرنے کا جذبہ بیدار ہو رہا ہے۔ اور کامیابی نزدیک سے نزدیک تر آرہی ہے۔ پندرھویں صدی کی ابتداء اسی جذبہ سے سرشار ہو کر کی گئی ہے۔

مسلمان آنے والا ہے زمانہ پھر مسلماں کا
ہماری شامِ غم پردہ ہے لیکن صبح خنداں کا
جو ہم کو جانتے ہیں اس حقیقت کو سمجھتے ہیں
لڑا ہے شیر سے اکثر غزال اپنے بیاباں کا

(بہ شکریہ "اسلامی مُعاشرہ"
از ڈاکٹر صادق حسین)

Marfat.com

طبی سائنس اور اسلام

اسلام دین فطرت ہے۔ اس کے احکام جن میں عبادات اور معاملات سب شامل ہیں۔ عین فطرت کے مطابق ہیں۔ جوں جوں آپ غور کریں گے۔ یہ بات واضح ہوتی جائے گی۔ اس سلسلے میں ہماری تحقیق کے نتائج ذرا ملاحظہ فرمادیں۔

جراثیم: آج کی سائنس نے خورد بینوں کی مدد سے اور دیگر ترکیبوں سے معلوم کیا ہے۔ کہ نہایت ہی چھوٹے کرم جانداروں اور ان کی خوراکوں میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک قسم تو انسانی صحت کے لیئے ضروری ہے۔ جیسے دہی بنانے والے جراثیم یا سرکہ تیار کرنے والے کرم۔ اور بہت سے ایسے ہیں جو مختلف بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ کھانے کے ذریعے سے جو جراثیم ہمارے اندر داخل ہوتے ہیں۔ ان سے حفاظت کی خاطر حضور علیہ السلام نے ہدایت فرمائی ہے۔ کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوؤ۔ اور اس وقت دھلے ہوئے ہاتھ کسی کپڑے یا تولیے سے مت پونچھیں۔ بلکہ اسی طرح کھانا کھالیں۔ کیوں کہ اگر آپ ہاتھ دھو کر کپڑے سے صاف کریں گے۔ تو اس کپڑے سے جراثیم اور دیگر غیر خوراکی اجزاء پھر ہاتھ کو لگ جائیں گے۔ البتہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ دھوئیں

Marfat.com

تو صاف کپڑے سے پونچھ لیں۔ یہ عمل صحت کے لئے مفید ہے۔ پھر بھی اس کو ثواب کا باعث بھی بنا دیا گیا ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل دونوں جہانوں کی فلاح کا باعث ہوتا ہے فرمایا گیا ہے۔ کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ اور بعد میں ہاتھ دھونے سے غم دور ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا اور کون ہو سکتا ہے۔ غم و فکر دور کرنے کا یہ کتنا سہل نسخہ ہے۔ میعادی بخار، پیچش، ہیضہ اور یرقان اور اس طرح کی دیگر بیماریاں جراثیم ہی سے فروغ پاتی ہیں جب آپ ان عوارضات سے بچے رہیں گے تو غم و فکر نزدیک بھی نہیں پھٹکے گا۔ خیال کیجئے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے ایک امی طبیب نے روحانی اور جسمانی دونوں طرح کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے نہایت اعلیٰ ہدایات فرمائی ہیں۔ مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل سب ہمارے فائدہ ہی خاطر ضروری قرار دیا گیا ہے۔

برتن ڈھانپ کر رکھو۔ اور مشکیزوں کے منہ بند کر کے رکھو۔ نیند سے بیدار ہونے کے بعد دھوئے بغیر ہاتھ برتنوں میں نہ ڈالے جائیں۔ کھانے کی چیزوں میں پھونک نہ ماری جائے۔ تاکہ منہ کے جراثیم کھانے میں نہ چلے جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے میں نہ پھونک مارتے تھے۔ نہ پینے کی چیزیں اور نہ ہی برتن میں سانس لیتے تھے۔ منہ صاف رکھنے کے لئے مسواک کو سُنّت کا درجہ دیا

Marfat.com

اور مسواک کے ساتھ غسل یا وضو کا ثواب بے انداز بڑھ جاتا ہے۔
وضو حفظانِ صحت کے لیئے ایک بے مثال عادت ہے۔ ہمارا جسم ایک قلعہ کی طرح ہے۔ جس کے اندر داخل ہونے والوں رخنوں میں جراثیم بآسانی آسکتے ہیں۔ یہ رخنے مُنہ، ناک اور کان ہیں۔ جو جراثیم کی زد میں ہیں۔ جب دن میں پانچ بار وضو کیا جائے گا۔ تو ظاہر ہے کہ انسانی صحت کی حفاظت ہو گی۔ اور بہت سی بیماریوں سے بچاؤ حاصل ہو گا۔

نماز:۔ جسم کو صاف رکھنے اور طہارت کا حکم بہت سی تکالیف سے بچاتا ہے۔ اور طہارت کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔ (اَلطَّھَارَتُ نِصْفُ الْاِیْمَان) ہم غسل اور وضو کر کے نماز کے لیئے تیار ہو جاتے ہیں۔ نماز جسم کو چاق و چوبند رکھنے اور اعصابی بیماریوں سے بچاؤ کے لیئے ڈھال ہے۔ نماز پڑھنے والا جوڑوں کی دَردوں اور بدہضمی سے محفوظ رہتا ہے۔ جدید سائنس نے دل کی بیماریوں کا باعث غذا کے ایک مادہ کو لیسٹرول کو بتایا ہے۔ یہ چربی کی ایک قِسم ہے۔ جو دل کی شریانوں کے اندر جمع ہو کر خون کی گردش کو روک دیتی ہے۔ اسی کو دل کا دورہ کہتے ہیں۔ نماز پڑھنے والے دل کے دوروں، فالج، قبل از وقت بڑھاپے اور ذیابیطس وغیرہ بیماریوں اور فشار خون (بلڈ پریشر) سے بہت حد تک بچے رہتے ہیں۔

Marfat.com

ڈاکٹر محمد عالمگیر خان لکھتے ہیں۔ کہ عالم جوانی میں دِل کا دَورہ خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ کم عمر میں شریانیں تنگ ہونے کے باعث دِل کے دورے پڑتے ہیں۔ اس لیئے کہ نئی شریانیں نہیں نکل پاتیں۔ جب کہ عالم پیری میں دِل کا دورہ زیادہ خطرناک نہیں ہوتا۔ زیادہ عمر میں جوں جوں شریانیں تنگ ہوتی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ ہی شریانیں نکالنے بندوبست کرتا ہے۔ جو بہ وقتِ ضرورت خون کی فراہمی میں مدد معاون ہوتی ہیں۔ اسے امدادی دورانِ خون Collateral Circulation کہا جاتا ہے

جوانی میں شریانوں کی تنگی سے بچنے کے لیئے نماز ایک بہترین ڈھال ہے۔ کیوں کہ متوازن ورزش ضروری ہے۔ اور یہ ضرورت نماز پوری کرتی ہے۔ ایسے فوائد نماز کے ضمنی فوائد ہیں۔ خُدا اور رسول کی رضامندی علیحدہ حاصل ہوتی ہے۔ دل کے دَورے کے بعد جونہی طبیب مریض کو چلنے پھرنے کی اجازت دے نماز قائم کرنی چاہیئے اور آہستہ آہستہ نوافل بڑھانے چاہئیں۔ نماز کی دیگر حکمتوں میں یہ ہے کہ جس وقت پڑھنے والے کا معدہ خالی ہوتا ہے۔ (فجر و عصر) تو رکعتوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ اور جس وقت معدہ کھانے سے بھرا ہوتا ہے۔ تو رکعتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ جیسے ظہر اور عشا۔ خصوصًا رمضان میں افطار کے بعد بہت زیادہ کھانا کھایا جاتا ہے۔ اس کے بعد تراویح اس کو ہضم کرتی ہیں۔ کیوں کہ کھانے

Marfat.com

کے بعد خون میں کولیسٹرول CHOLESTROL کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور حرکت کرنے ہی سے اسے کم کیا جاتا ہے۔ کیا یہ سائنس نہیں ہے؟ کیا موجودہ دور نے حرکتِ قلب کا کوئی اس جیسا کئی پہلوؤں سے فائدہ پہنچانے والا حل پیش کیا ہے؟

نماز کو بالکل صحیح ارکان کے ساتھ ادا کیا جائے گا۔ تو اس کے فوائد حاصل ہوں گے۔ مطلب یہ ہے کہ رکوع کے اندر انسان کی کمر بالکل زمین کی سطح کے متوازی ہو۔ سجدہ میں جانے سے پہلے ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے ضروری ہیں۔ سجدہ کی حالت میں کہنیاں زمین سے نہیں چھونی چاہییں۔ بلکہ صرف ہتھیلیوں پر بوجھ ڈالنے چاہیئے اور ران کو پیٹ سے نہیں ملانا چاہیئے۔ پیشانی کو گھٹنوں سے دور زمین پر رکھنا ٹھیک ہے۔ اب سجدہ سے اُٹھتے وقت ہاتھ گھٹنوں پر رکھے جائیں۔ زمین پر نہیں سلام پھیرتے وقت گردن کو مکمل طور پر موڑنا ضروری ہے۔

عورتوں کے لیئے یہی بہتر ہے۔ کہ وہ سجدہ میں گھٹنوں کو چھاتی کے ساتھ لگالیں۔ یہ بچہ دانی کے پیچھے گرنے کا قدرتی علاج ہے دُنیا کے تمام مشہور ڈاکٹر اس کی افادیت کو تسلیم کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا کو سامنے رکھتے ہوئے لامحالہ یہ ماننا پڑے گا۔ کہ اسلام ایک دینِ فطرت ہے۔ اور اس سے اغراض اندھیروں میں ٹامک ٹوئیے مارنے کے مترادف ہے۔

Marfat.com

نماز باجماعت کے لیئے دن میں پانچ بار مسجد کی طرف دوڑنا بھی جسم کی ورزش کا باعث ہے۔ اور نماز کا انتظار اور خیال بوڑھے اور ضعیف لوگوں کے وقت کا بہترین مصرف ہے۔ اس کا جواب ترقی یافتہ ممالک کے پاس بھی نہیں۔ جہاں بوڑھوں کے لیئے ادارے کھولے گئے ہیں۔ اور ان قیام گاہوں میں وہ بے بسی اور کس مپرسی کی حالت میں وقت گزارتے ہیں۔ جب کہ ہمارے بزرگ اور بوڑھے بار بار مسجد میں جاکر ایک اس طرح کا ذہنی سکون اور اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ کہ دُنیا کی کوئی قوم اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی نماز باجماعت ہی کی برکت ہے۔ کہ عمر رسیدہ اصحاب کو مخصوص اقامت گاہوں سے بے نیاز کر دیا گیا ہے۔

ختنہ کرنے سے انسان بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اعضائے تناسل کا سرطان جو مرد سے بیوی کو بھی لگ سکتا ہے ان اعضاء کی سوزش۔ قلفہ یعنی فالتو کھال کا حشفہ کے ساتھ پیوست ہو جانا۔ جس سے پیشاب کرنے میں رکاوٹ آجاتی ہے۔ یہ سب بیماریاں ختنہ نہ کرانے والوں کو لاحق ہوتی ہیں۔

طہارت کے بے شمار فوائد ہیں۔ جو لوگ حاجت ضروریہ کے بعد پانی کے ساتھ طہارت نہیں کرتے۔ اور کاغذ استعمال کرتے ہیں ان میں متعدد بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کاغذ کے اندر جو پھوک استعمال ہوتا ہے۔ وہ نازک اجزاء کے لیئے مضر ہوتا ہے۔ مقعد

Marfat.com

کے قریب ایک بال ور پھوڑا PILONIDAL SINUS نمودار ہو جاتا ہے۔ جس کا علاج آپریشن ہے۔ پیشاب کے راستوں اور گردوں میں پیپ پیدا ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے اثرات گردوں تک بھی پہنچ جاتے ہیں۔ اس لیئے اسلامی سائنس کا یہ بہترین اصول ہے کہ ہو سکے تو صاف مٹی کے ڈھیلے سے گندگی دور کی جائے۔ ورنہ وافر پانی کا استعمال کیا جائے۔ بیماریوں سے بچاؤ حاصل ہوگا۔ اس طرح وضو بھی طہارت کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ ہوا زمین اور استعمال کی تمام دیگر اشیاء جراثیم سے بھری ہوتی ہیں۔ اور انسانی جسم ایک قلعہ کی مانند ہے۔ جس میں داخل ہونے کے سوراخ منہ، ناک، کان اور آنکھ ہیں۔ اور یہ ہر وقت جراثیم کی زد میں رہتے ہیں۔ وضو کی دولت ہمیں ان سے بچاتی ہے۔ دن میں پانچ بار ہم ان کو دھوتے ہیں۔ اور اس طرح جراثیم کے حملوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ اسلام نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ اس میں بھی بنی نوع انسان کے لیئے بہتری ہے۔ جانور ذبح کرنے کے ایسے طریقے بتائے ہیں۔ کہ ان کا سارا خون نکل جائے۔ خون اگر انسانی جسم کے اندر چلا جائے۔ تو کئی طرح سے نقصان دہ ہوتا ہے۔ معدہ کے اندر جا کر انتڑیوں میں زہر بن جاتا ہے۔ یہ کئی بیماریوں کا موجب بنتا ہے اس لیئے خون پینا منع ہے۔ خنزیر کا گوشت مرگی پیدا کرتا ہے۔ اور اس میں چونکہ بہت زیادہ چربی ہوتی ہے۔ اس لیئے خون میں کولیسٹرول کی مقدار

Marfat.com

بڑھ جاتی ہے۔ اس کے متعلق پہلے بتایا جا چکا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ سؤر کا گوشت کھانے والوں کو کینسر کی بیماری ہو جاتی ہے پھر شراب ہے جسے شراب خانہ خراب بھی کہتے ہیں۔ جو واقعی تباہی کا منبع ہے۔ سوزش معدہ۔ زخم معدہ۔ سوء ہضم۔ سرطانِ معدہ۔ سوزش لبلبہ۔ خرابیٔ جگر۔ استسقا اور دیگر دل کی بیماریاں شراب ہی سے سر اٹھاتی ہیں۔ تہذیب جدید نے جتنی شراب کو لفٹ دی ہے اتنی ہی اس سے پیدا ہونے والی بیماریوں کے دفعیہ کے لیے دوائیں ایجاد کی ہیں۔ دوائی کی عادت خود ایک نشہ ہے۔ گویا یہ ایک چکر ہے۔ جو کبھی نہ ختم ہونے والا ہے۔

الحمد للہ کہ ایک مسلمان کو ان قباحتوں اور علتوں سے کس طرح محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اور دین و دُنیا کی لازوال نعمتوں سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ ہم مسلمانوں کو چاہیئے کہ دینِ حق کی صحیح پیروی کریں۔ اور خُدا کی اس نعمت کی کما حقہٗ قدر کریں۔

Marfat.com

سائنس اور دُعا

جدید سائنس روحانیات کو اس لیئے کھلے دل سے قبول نہیں کرتی کہ یہ چیز اس کے عملی اور مادی تجربہ میں نہیں آتی تاہم روحانیات کے اثرات اور واردات اس کثرت اور تواتر سے ظہور میں آرہی ہیں کہ اس کے متعلق کچھ نہ کچھ کہنا ہی پڑتا ہے۔ خُدا نظر نہیں آتا۔ لیکن اس کائنات میں جو نظم اور ضبط موجود ہے۔ اور اکثر محیّر العقول واقعات رُونما ہوتے ہیں۔ جن کی کوئی توجیہہ نہیں کی جاسکتی۔ یہ سب کچھ اس کے وجُود کا پتہ دیتے ہیں۔ آخر ابتدائی سائنس نے بھی تو روشنی کی طبعی خصوصیات اور برقی و مقناطیسی لہروں کے وجود کی پیشین گوئی کی تھی۔ اور یہ صرف نظریات ہی تھے۔ عملی تجربات نے خاصے عرصہ بعد ان کی تصدیق کی۔ پروفیسر سٹیفن لکھتا ہے۔ کہ جان ٹینڈل وہ پہلا سائنسدان ہے۔ جس نے دُعا کے اثرات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ اگر دُعا واقعی مریض کو صحت یاب کرتی ہے۔ تو ہمیں لازمی طور پہ "اس قوت" کا پتہ چلانا چاہیئے۔ جو دُعا میں پوشیدہ ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیئے ہمیں اپنے تجربات سے کام لینا چاہیئے۔ لیکن عیسائی مذہبی اجارہ داروں نے ٹینڈل کی مخالفت میں طوفان برپا کر دیا۔ اور اسے کلیسا کے خلاف بغاوت قرار دیا۔

Marfat.com

ویسے بھی تثلیت کے پرستاروں سے روحانیت کی توقع فضول ہے۔ تین خداؤں کے ماننے والے ایسے مظاہر سے تطابق کیسے قائم کرسکتے ہیں۔ جن کا تعلق وحدانیت کے ساتھ بہت گہرا ہے۔ وہ خدا جو وحدہٗ لاشریک ہے، دلوں کے بھید جاننے والا ہے اور اپنے بندوں کی دُعائیں سننے والا ہے۔ اس نے خود بندوں کو دُعا مانگنے کی اجازت دی ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ بے قرار دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دُعائیں قبول کرتا ہے۔ لادین سائنس نے تو یہ کہہ کر اس سے پیچھا چھڑا لیا۔ کہ ہم نے راکٹوں میں پرواز کی ہے آسمانوں کی پہنائیوں میں سیر کی ہے۔ ہمیں کہیں خدا نظر نہیں آیا۔ اگر ان سائنسدانوں کو ان کی ظاہری آنکھوں سے خُدا نظر نہیں آیا۔ تو یہ ان کی نظر اور دہریہ خیالات کا قصور ہے۔ خُدا تو ذوقِ یقین والوں کو نظر آتا ہے۔ ان کو آسمانوں تک جانے کی بھی ضرورت نہیں۔ گھر بیٹھے خُدا کا دیدار کرلیتے ہیں۔ ہم یہاں اپنے موضوع سے ہٹ کر تصوف کی طرف نہیں جانا چاہتے۔ اور اپنے دلائل عوام کی عقلی سطح کے مطابق رکھ کر کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

دُعا کے بارے میں کچھ عرصہ ہوا۔ اُردو ڈائجسٹ رسالہ میں ایک خاتون کی بیماری کا حال درج کیا گیا تھا۔ کہ وہ بیماری کن کن مراحل سے گزری۔ حتیٰ کہ تمام ہسپتالوں سے مایوس گھر لوٹ آئی۔ اور ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ کہ کوئی علاج بھی اس کی زندگی

Marfat.com

کو نہیں بچا سکتا۔ آخر گھر کے افراد اور چھوٹے چھوٹے بچوں نے فیصلہ کیا۔ سب مل کر صمیم دِل سے مریضہ کے حق میں دُعا کریں۔ شاید خُدا کو رحم آجائے۔ اور خاتون کی زندگی دراز ہو جائے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ یہ واقعہ بالکل سچا ہے۔ ان افرادِ خانہ نے مریضہ کے کمرے میں زمین پر چادریں اور جائے نمازیں بچھا دیں۔ اور پہلے کلمہ شریف اور درُود شریف کا وِرد کیا۔ بعدہٗ نہایت رقتِ قلب کے ساتھ خُدا سے زندگی کی بھیک مانگی۔ کمرے میں آہوں اور سسکیوں کی آوازیں دھیمی دھیمی اُٹھتی رہیں۔ اور چہرے آنسوؤں سے تر ہوتے گئے۔ خُدا کا کرنا کیا ہوا کہ مریضہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ اور وہ بھی ان دُعاؤں میں شریک ہو گئی۔ اس نے اپنے میں ایک نئی رُوح اور نئی امنگ محسوس کی۔ جینے کی اُمنگ اور مستقبل کی اُمیدیں بر آنے کی تمنائیں نے بیان کیا کہ وہ بہتر محسوس کر رہی ہے۔ اُسے بھوک بھی لگ رہی ہے۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ صبح تک وہ بالکل تندرست ہو چکی تھی۔ عزیز اقارب اور طبیب سب حیران تھے۔ کہ یہ کیا معجزہ ہے بات دراصل یہ تھی کہ

دِل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے۔

جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو
درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا۔

Marfat.com

عزیزو دراصل خالق کائنات انسان کے ساتھ ہر ساعت اور ہر آن شامل ہے۔ یعنی اس کی شاہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ وہ مکمل ربوبیت کا حامل ہے۔ یعنی اپنی مخلوق کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتا۔ ایک مثال سے اس بات کو سمجھیں۔ آپ نے ایک بڑھئی سے کرسی بنوائی۔ اور کئی سال اسے استعمال کرتے رہے۔ پھر اچانک اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ کر الگ ہو گئی۔ اب آپ کبھی اس بڑھئی کے پاس نہیں جائیں گے۔ اور اگر وہ مل بھی گیا۔ تو وہ پرانی کرسی کو ہاتھ لگانا کسرِ شان سمجھے گا۔ مرمت کے لیئے کسی اور مستری کی تلاش کرنی ہوگی کیوں کہ کرسی بنانے والے کا تعلق کرسی سے اُسی وقت کٹ گیا تھا جب اس نے وہ بیچ دی تھی۔ لیکن خالق کائنات اپنی مخلوقات کے ایک ایک فرد سے ہر لمحہ اور ہر آن تعلق رکھتا ہے۔ اور اُسے بھولتا نہیں ہے۔ صرف عارضی طور پر آزمائش میں ڈالتا ہے۔ یہ ہماری اپنی غفلت اور ناشکری ہے۔ کہ ہم اسے یاد نہیں کرتے۔ اور طرح طرح کی مصیبتوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کا فرمان ہے۔ کہ جب میرا بندہ میری طرف ایک قدم بڑھتا ہے۔ تو میں دس قدم اس کی طرف بڑھتا ہوں فَاذْكُرُونِیْ اَذْكُرْكُمْ۔ تم مجھے یاد کرو گے تو میں تم کو یاد کروں گا۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○ خبردار رہو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ خُدا کا ذکر دُنیا کی تمام مُصیبتوں کا علاج ہے۔

Marfat.com

دُعا ذکرِ الٰہی کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اور یہ بندے اور اس کے رب کا تعلق قائم کرنے میں ایسا ہی اثر رکھتی ہے۔ جیسے کہ کوئی کسی سے بالمشافہ گفتگو کرتا ہو۔ بندہ اظہارِ عبودیّت کے ساتھ اپنی ساری کمزوریوں، مُصیبتوں اور دُکھ درد کو کھول کر اپنے آقا کے سامنے رکھ دیتا ہے تو اس کا دِل ہلکا ہو جاتا ہے۔ اور ایک اَن جانا اطمینان و سکون اسے ڈھانپ لیتا ہے۔ دُعا کے آداب میں سے ہے کہ لُقمۂ حرام سے پرہیز کرے اور دلی سوز و گداز کی بھرپور کیفیّت طاری ہو۔ کوئی بھی دُعا ضائع نہیں جاتی۔ البتّہ دُعا یا تو فوری قبول ہو جاتی ہے۔ یا مشیّتِ ایزدی کی طرف سے مُقرّرہ وقت پر اس کا ظہور ہوتا ہے۔ بصُورتِ دیگر اگر اس کا اس حالت میں قبول کرنا بندے کے حق میں بہتر نہ ہو۔ تو اس کے بدلے میں کوئی دیگر خیر و خوبی مرحمت ہو جاتی ہے۔ یہ بھی فرمایا گیا ہے۔ کہ اگر دُعا کے نتائج اِس عالم میں ظاہر نہ ہوں۔ تو آدمی کے لیئے آخرت میں اس کا مُناسب ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ دُعا کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔

قرآنِ حکیم میں اہلِ حق کی دُعائیں بیان ہوئی ہیں۔ جو بہت مؤثر ہیں۔ انبیاء علیہم السّلام کی دُعائیں ہمارے لیئے سُنّت کا درجہ رکھتی ہیں۔ خصوصًا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم کردہ دُعائیں اُمّت کے لیئے بے بہا خزانہ ہیں۔ ہر موقع اور ہر

Marfat.com

بیماری کے لیئے حضورؐ نے دُعا تعلیم کی ہے۔ ضرورت ہے کہ عُلماء اور اہلِ علم اس سمت میں ریسیرچ سے کام لیں۔ اور عوام کی راہنمائی کے لیئے ایسی دُعاؤں کے فضائل اور مواقع کھول کر بیان کریں۔ تاکہ دُعاؤں سے سائنٹیفک طریقے سے فیض حاصل کیا جائے۔

طبِ نبوی ایک مستقبل موضوع ہے۔ کتبِ احادیث میں انسانی جسمانی عوارض اور معالجات کے متعلق احادیث کی تعداد ایک سو سے بھی متجاوز ہے۔ اسی بنیاد پر ایک مسلمان ڈاکٹر نے روحانی کلینک قائم کر کے مریضوں کا علاج کیا اور کامیابی حاصل کی اس کی روئیداد ایک ڈائجسٹ رسالہ میں آئی ہے خصوصاً وہ مریض جو اپنی بیماری کے ذہنی اثر سے کر ناامیدی کی دہلیز تک پہنچ چکے تھے۔ ان کو خالقِ کائنات اور شافی مطلق پر کامل بھروسہ رکھنے اور زندگی پر اعتماد قائم کرنے کا سبق دے کر خطرات سے نکال دیا گیا۔ اس طرح دوائیوں کے اثرات میں بھی نمایاں اضافہ پایا گیا۔

اگر طبِ نبوی کے قیمتی اصول احتیاط کے ساتھ مرتب کر کے حسب موقع و محل مریضوں پر برتے جائیں تو یقین واثق ہے کہ ان کے دل میں ایمان و ایقان کی شمع روشن ہونے سے زندہ رہنے کا جذبہ بیدار ہوگا۔ اور وہ خدا کی دی ہوئی نعمت جسم و جان کی نعمت کی قدر کرنے لگیں گے۔ اور ساتھ ہی دُعا دُا کا ڈبل DOS ان کی صحت کو لوٹانے میں ممد و معاون ہوگا۔ بیماری پر دُعاؤں کے اثرات کی افادیت حکیم محمد سعید۔ رہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن کے نزدیک بھی ایک مسلّم حقیقت ہے۔

Marfat.com

قرآن حکیم کا حسابی نظام اور الیکٹرونک کمپیوٹر

"لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا"

صدیوں سے یہود و نصاریٰ اور ملحد اقوام قرآن کو انسانی تصنیف قرار دیتی رہی ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرنے کا ایک اسلوب یہ بھی تھا۔ کہ قرآنِ حکیم کو خدائی کلام نہ مانا جائے۔ لیکن اسلام کی حقانیت سائنسی دور میں بھی پوری شدّ مد کے ساتھ واضح ہو رہی ہے۔ سائنس ہی کے ایجاد کردہ کمپیوٹر نے اس الہامی کتاب کے آسمانی ہونے پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے۔ کلام پاک کی سورۂ ہود (۱۱) آیت ۱۳ فرماتی ہے۔ "کیا یہ کہتے ہو؟ کہ پیغمبر علیہ السلام نے یہ کتاب خود گھڑی ہے! کہو، اچھا یہ بات ہے۔ تو اس جیسی گھڑی ہوئی دس سورتیں (ہی) تم بنا لاؤ۔ اور اللہ کے سوا اور جو جو تمہارے معبود ہیں۔ ان کو مدد کے لیئے بلا سکتے ہو تو بلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔" اس چیلنج کا جواب چودہ صدیاں گزر چکی ہیں۔ کسی سے بن نہیں پڑا۔

کمپیوٹرز کی مدد سے قرآنِ حکیم کے حروف، اعراب اور الفاظ امریکہ اور مصر میں بڑے اہتمام کے ساتھ شمار کیئے گئے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں ان کے مابین ایک عجیب و غریب نظم اور باہمی ربط

Marfat.com

معلوم ہوا ہے۔ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ یہ کلام انسانی کلام نہیں ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے۔ کہ قرآنِ حکیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تئیس ۲۳ سال میں حسبِ ضرورت و حالات نازل ہوا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کفار کے خلاف جنگوں میں، اسلام کی تبلیغ میں اور دنیاوی معاملات، معاشرت، رہن سہن میں بے انتہا مصروف رہے۔ ساتھ ہی قرآن کی حفاظت کا بندوبست جاری رہا۔ جیسے جیسے قرآن نازل ہوتا رہا۔ صحابہ کی ایک جماعت کلماتِ وحی کو لکھتی تھی۔ اور ایک جماعت اس کو حفظ کرنے پر مامور تھی۔ تو اس میں کسی انسانی ذہن کا دخل نہیں تھا۔ کہ جب قرآنِ مجید مکمل ہو گیا۔ تو اس کے اندر حروف کے مابین ایک مقررہ تعلق اور رشتہ قائم ہے۔ یہ حقیقت بجائے خود کسی مافوق الفطرت وجود کی نشاندہی کرتی ہے۔ اور وہ خدا کی ذات ہے۔ جو قرآن حکیم کی مصنف ہے قرآنِ حکیم اس کا کلام ہے۔ اور اس کی صفت ہے۔ اور قرآن مخلوق نہیں ہے۔ آج کا سائنسدان خود اپنے ایجاد کردہ کمپیوٹر کی مدد سے حاصل کردہ نتائج کو دیکھ کر دنگ رہ گیا ہے۔ اور قرآن حکیم کو ایک زندہ معجزہ تسلیم کرنے کے بغیر چارہ نہیں۔

آئیے اب اس اجمال کی تفصیل میں جائیں۔ مصر کے سائنسدان ڈاکٹر ارشاد خلیفہ نے سالہا سال کی ریسرچ الیکٹرونی آلات کی مدد سے کی ہے۔ اور انتہائی حیرت انگیز نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ انہوں نے

Marfat.com

قرآنِ مجید کی ہر سورۃ کے ابجدی اعداد و شمار بھی فراہم کیے ہیں۔ سُورتوں کے حرُوف اور مکرّرات کی تعداد نوٹ کر کے ہزاروں لاکھوں اعداد کو کمپیوٹر میں "فیڈ" کیا۔ قرآنِ حکیم کی کل ۱۱۴ سُورتیں ہیں۔ سب پر اس طرح کا عمل دُہرایا گیا۔ اندازہ لگائیں کہ کتنی عرق ریزی کی گئی ہو گی۔

معلُوم ہوا ہے۔ کہ سارے قرآنِ مجید کے حرُوف کی تعداد کا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ (جو کہ قرآن کی اوّلین آیت ہے) کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ یہ چھوٹی سی آیت ۱۹ حرُوف پر مشتمل ہے۔ ب س م۔ ا ل ہ۔ ا ل ر ح م ا ن۔ ا ل ر ح ی م۔ اور اس میں کل چار الفاظ اسم۔ اللّٰہ۔ الرّحمٰن۔ اور الرّحیم ہیں۔ اسم قرآنِ حکیم میں ۱۹ بار آیا ہے۔ اللّٰہ قرآنِ حکیم میں کُل ۲۶۹۸ بار آیا ہے۔ جو ۱۹ سے پُورا تقسیم ہوتا ہے۔ اور ۱۴۲ حاصل ہوتے ہیں۔ الرّحمٰن قرآن میں ۵۷ بار آیا ہے۔ جو ۱۹ پر تقسیم ہو تو ۳ حاصل ہوتا ہے۔ آخری لفظ الرّحیم ۱۱۴ بار آیا ہے۔ اور ۱۹ پر چھ دفعہ تقسیم ہوتا ہے۔

اب حرُوف مقطّعات ہیں۔ جن سے کئی سُورتیں شروع ہوتی ہیں۔ بظاہر ہمیں ان کا مفہوم معلُوم نہیں۔ بہر حال معلُوم ہوا ہے۔ کہ یہ حرُوف بھی جتنی بار ان (۲۹) سُورتوں میں آئے ہیں۔ وہ سب کے سب ۱۹ پر تقسیم ہوتے ہیں۔ ذرا

Marfat.com

نیچے کا نقشہ ملاحظہ فرمادیں۔

ص	۱۹×۸ =	۱۵۲	عسق	۱۹×۱۱ =	۲۰۹
ق	۱۹×۶ =	۱۱۴	الم	۱۹×۱۴۰۴ =	۲۶۶۷۶
ن	۱۹×۷ =	۱۳۳	الر	۱۹×۵۱۱ =	۹۷۰۹
طس	۱۹×۲۶ =	۴۹۴	طسم	۱۹×۷۶ =	۱۴۴۴
یٰس	۱۹×۱۵ =	۲۸۵	المر	۱۹×۷۹ =	۱۵۰۱
طٰہٰ	۱۹×۱۸ =	۳۴۲	المص	۱۹×۲۸۲ =	۵۳۵۸
حٰم	۱۹×۱۱۴ =	۲۱۶۶	کھیعص	۱۹×۴۲ =	۷۹۸

کل میزان = ۱۹ × ۲۵۹۹ = ۴۹۳۸۱

مثال :- طٰہٰ میں دو حروف ط اور ہ ہیں۔ ط حروفِ مقطّعات والی متعلقہ سورت میں ۲۸ بار ہ ۳۱۴ بار آیا ہے۔ یعنی کل ۳۴۲ ہوا جو ۱۹ سے تقسیم ہو سکتا ہے۔ اسی طرح الٓر (جو پانچ سورتوں میں آیا ہے) کل مجموعہ الٓر کو علیحدہ علیحدہ جمع کرنے سے ۹۷۰۹ بنتا ہے۔ جو ۱۹ سے تقسیم ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ "ہر کتاب میں ایک راز ہوتا ہے۔ اور قرآن کریم کا راز حروفِ مقطّعات ہیں" امام شعبی کا قول ہے۔ کہ "حروفِ مقطّعات قرآن کریم کے اسرار ہیں" جو کچھ اوپر گزرا۔ اس کو سامنے رکھا جائے۔ تو تنہا یہی انکشاف

Marfat.com

کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ہر لفظ جتنی بار قرآن مجید میں آیا ہے وہ عدد ۱۹ سے تقسیم ہوتا ہے۔ قرآنِ حکیم کی لفظی ترکیبات کے اعجاز کا ایک روشن ثبوت ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے سے قرآنِ حکیم کے تفصیلی مُطالعہ سے ۱۹ کے عدد کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ اور یہ عدد خیر و برکت کا سرچشمہ معلوم ہوتا ہے۔ اگر مسلمان اس عدد کو نیک شگونی اور برکت کی علامت تصور کریں۔ تو ان کو یہ حق پہنچتا ہے (ڈاکٹر ارشاد خلیفہ)

خُدا تعالیٰ نے قرآنِ حکیم کو من وعن قیامت تک محفوظ رکھنے کی جو یقین دہانی کرائی ہے۔ کمپیوٹر کے ان حسابات سے اِس کی بھی تصدیق ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی بد باطن قرآن میں کسی قِسم کی تحریف کا مرتکب ہو گا۔ تو خود کمپیوٹر اس کی تردید کرنے کو موجود ہے۔ قرآن کی حقانیت کا یہ بھی ناقابل تردید ثبوت ہے جو جدید سائنس کے حوالے سے دُنیا کے سامنے آیا ہے۔ ویسے لاکھوں حفاظ تو پہلے اِس الہامی کتاب کی دلیل ہیں۔

اس سِلسلے میں ایک دلچسپ واقعہ سُنیئے۔ مصری عالم محمدّ فواد عبدالباقی کی تصنیف "المعجم الفہرس لالفاظ القرآن کریم" ڈاکٹر ارشاد خلیفہ کی نظروں سے گزری۔ اور ڈاکٹر صاحب کے اکثر انکشافات کی تصدیق اس طرح ہوئی۔ لیکن ایک جگہ لفظ "اللہ" کے بارے میں لکھا تھا کہ ضمہ کے ساتھ یہ ۹۸ بار۔ فتحہ کے ساتھ ۵۹۲ بار۔ اور

Marfat.com

کسرہ کے ساتھ ۱۱۲۵ بار آیا ہے۔ اور اس سے کل مجموعہ ۲۶۹۷ بنتا ہے۔ ادھر ڈاکٹر صاحب کا کمپیوٹر یہ تعداد ۲۶۹۸ بتارہا تھا۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ المعجم کے مؤلف سے سہواً ایک مقام پر اللہ کسرہ کے ساتھ چھوٹ گیا تھا۔ انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے لفظ اللہ شمار کرنے کی بجائے الحمدللہ سے شمار کیا تھا۔ یوں کمپیوٹر نے غلطی پکڑلی۔ اور ۲۶۹۸ صحیح عدد قرار پایا۔ اور یہ ۱۹ سے پورا تقسیم ہوتا ہے۔ ہر حال میں قرآن حکیم کی صداقت واضح ہوئی۔

اور سنیئے! مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ دوزخ کے ۱۹ فرشتے ہیں۔ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ان فرشتوں سے ڈھال ہے۔ بسم اللہ شریف کے بھی ۱۹ حروف ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر حرف کو دوزخ کے ایک فرشتے سے بچنے کے لیئے ڈھال بنا دے گا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جو شخص زمین سے ایسے کاغذ کو ادب کی نیت سے اُٹھائے۔ کہ کہیں وہ پاؤں کے نیچے نہ آجائے۔ جس پر بسم اللہ لکھی ہو تو اللہ کے ہاں اس کو صدیقوں میں لکھا جاتا ہے۔ اس کے والدین کا خواہ مشرک ہی ہوں۔ عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے۔ اس لیئے حضور نے ہدایت کی ہے کہ اپنے ہیں اس کو لکھا کرو۔ اور لکھتے وقت زبان سے بھی کہہ لیا کرو۔ کھڑے بیٹھتے لیٹتے آتے جاتے اور چڑھتے اُترتے اس کی بہت تلاوت کرو جس شخص کے نامۂ اعمال میں قیامت کو بسم اللہ شریف کی تلاوت

Marfat.com

آٹھ سو بار لکھی ہو گی۔ اور توحید و ربوبیت پر اس کا ایمان ہو گا۔ اللہ کا وعدہ ہے۔ کہ اس کو جنّت میں داخل کرے گا۔

کوئی شخص نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ محض اتفاق ہے۔ کہ بسم اللہ کی آیت کریمہ کے ہر لفظ کے قرآنِ حکیم میں مکررات کی تعداد اسی آیت کے حرُوف کی تعداد (۱۹) پر تقسیم ہوتی ہے۔ یہ احتمال دراصل بہت بعید ہے۔ اور ناقابلِ قبول ہے۔ اتفاق ایک بار ہو سکتا ہے۔ دو بار ہو سکتا ہے۔ زیادہ بار ہونا غیر قدرتی اور غیر فطرتی ہے۔ آپ کوئی بھی کتاب اُٹھا کر دیکھ لیجئے۔ یہ احتمال کہ اس کے پہلے جملے کا ایک لفظ اتنی بار آیا ہو گا۔ کہ اس کی مجموعی تعداد اس جملے کے حرُوف کی تعداد پر پوُری تقسیم ہو جائے۔ یہ نہایت کمزور احتمال ہے۔ یہ آیت کریمہ چار الفاظ سے مرکب ہے۔ اور ہر لفظ کے مکرّرات کی تعداد قرآنِ حکیم میں اس آیت کے الفاظ نہیں۔ بلکہ حرُوف کی تعداد پر منقسم ہوتی ہے۔ یہ تحقیق نہ صرف یہ کہ قرآنِ مجید کے غیر انسانی ہونے کا مادی اور محسُوس ثبوت پیش کرتی ہے۔ بلکہ وہ اس ابدی حقیقت کی بھی شہادت دیتی ہے۔ کہ دوسری آسمانی کتابوں کے برعکس قرآن حکیم ادنیٰ تحریف سے بھی محفوظ ہے۔ اِس کی ضمانت اِس آیت شریفہ میں دی گئی ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ (حجر)

"(بے شک) ہم نے آپ پر یہ نصیحت کا کلام اُتارا ہے اور ہم ہی

Marfat.com

اس کے نگہبان ہیں۔"

آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ قرآن حکیم میں ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ اور سورۃ توبہ بغیر بسم اللہ کے ہے۔ باقی سب کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی آیت موجود ہے۔ لیکن ۱۱۳ کی تعداد ۱۹ پر تقسیم نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ نے یہاں بھی قرآن کی حقانیت کو واضح کیا ہے۔ سورۂ نمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعے میں پوری بسم اللہ شریف موجود ہے۔ لہذا کل تعداد ۱۱۴ ہو گئی۔ اور یہ ۱۹ پہ تقسیم ہوتی ہے۔ جن کے دلوں میں ایمان کی حلاوت موجود ہے۔ یہ دلائل ان کے ایمان کو تازہ کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اور جن بدبختوں نے اپنے سینوں میں پتھر کے دل پال رکھے ہیں۔ ان کے حصے نامرادی اور خسران کے سوا کچھ نہیں۔

چھپتے چھپتے: محترم محمود علی اختر (ریٹائرڈ فوجی افسر) خطیب مسجد خالد لاہور چھاؤنی نے حال ہی میں ایک کتابچہ شائع کیا ہے۔ جس سے چند مزید انکشافات کا پتہ چلا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں ضدین SFFES کا ذکر جہاں بھی آیا ہے۔ ان کی تعداد ایک ہی ہے۔ چنانچہ

حیات ۱۴۵ اور موت بھی ۱۴۵ بار۔
دُنیا ۱۱۵ اور آخرت بھی ۱۱۵ بار۔
ملائکہ ۸۸ اور شیاطین بھی ۸۸ بار۔

Marfat.com

گرمی ۴۰ اور سردی بھی ۴۰ بار

قرآن حکیم میں جو باتیں تعداد سے متعلق ہیں۔ مثلاً سات آسمان یا موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں چالیس راتیں وغیرہ۔ ان سب باتوں کی تعداد ۲۸۵ ہے۔ اور یہ عدد ۱۹ پر ۹۵ دفعہ تقسیم ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ اگر آپ چاہیں کہ ان سب اعداد کا مجموعہ حاصل کریں۔ تو وہ ۱۵۵۹۱ بنتا ہے۔ اور یہ خود ۱۹ سے پورا پورا تقسیم ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے نازل ہونے والی آیات سورۃ العلق کی ہیں۔ جو پانچ آیتیں ہیں۔ ان کے ۱۹ الفاظ ہیں۔ ۷۶ حروف۔ اور ۷۶ کا عدد بھی ۱۹ سے تقسیم ہوتا ہے۔ سورۃ العلق کی کل آیات بھی ۱۹ ہیں۔ اور آخر سے شمار کیا جائے۔ تو یہ سورۃ انیسویں ہے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔

(" تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟")

Marfat.com

خصوصی عرضداشت از مؤلف

قرآن حکیم کے متعلق میری تحقیق کی تحقیق جو آپ کے گوش گزار کی گئی ہے۔ بعض حضرات کو ناگزار گزری ہے۔ جو کہ کلمہ گو ہونے کا دعویٰ بھی رکھتے ہیں۔ اُن کے اعتراضات پر حال ہی میں مؤلف کی نظر پڑی ہے اور ان کا ماحصل یہ ہے:۔

(۱) کمپیوٹر کی مدد سے عددی تحقیق میں جو اُنیس کا عدد معلوم کیا گیا ہے۔ اس کو مقدس و متبرک قرار دے کر ایک بدعت کھڑی کر دی گئی ہے۔

(۲) یہ خیال بہائی فرقہ سے لیا گیا ہے۔ جو کہ پہلے ہی ۱۹ کے عدد کو متبرک مانتے ہیں۔

(۳) یہ عجائبات عددی ایک دلچسپ آپلہ فریبی ہے۔ اور انہیں قرآن مجید کے معجزہ یا وحی آسمانی ہونے کی دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔

جواب:۔ قارئین کرام! بہت سے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ نہ تو خود اچھے کام کرتے ہیں۔ اور نہ ہی دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی مفید کام کر رہا ہو تو اس کام میں کیڑے نکالنے لگ جاتے ہیں۔ اور اس کا راستہ روک لیا جاتا ہے۔

Marfat.com

(۱) اس اعتراض کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ اگر دین اسلام کی تائید میں کوئی امر نظر آجائے۔ تو اس سے چشم پوشی کر لینی چاہیئے۔ یاد رکھیں۔ یہ چشم پوشی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا مبارک کے خلاف ہو گی۔ آپ کے دو فرامین یہاں پر قابل غور ہیں۔

(ا) قیام قیامت سے قبل تم ان امور عظیمہ کو دیکھ لو گے۔ جو کبھی نہ دیکھے نہ سوچے۔ (الفتن)

(ب): اللہ تعالیٰ اسلام کی تائید ایسے لوگوں سے کرائے گا۔ جو خود مسلمان نہ ہوں گے۔ (طبرانی) چنانچہ کفار کے بنائے ہوئے کمپیوٹر سے اگر قرآن مجید کی ترتیب و تنظیم واضح ہوتی ہے۔ تو یہ اسلام کی تائید ہی ہے۔ اور اس کا چرچا کرنا ضروری ہے۔ خیال رہے۔ کہ یہ کوئی نئی ایجاد نہیں ہے۔ کہ اسے بدعت کہا جا سکے۔ الفاظ و حروف تو اس دن سے ہی قرآن حکیم میں موجود ہیں جس دن "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ" کا فرمان نازل ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ مجسم قرآن ہیں۔ آپ کو یہ سب کچھ بدرجہ اولیٰ معلوم تھا۔ کہ قرآن کی عددی ترکیب و ترتیب کیا ہے۔ زمانہ نبوت کے مسلمانوں میں حضور کا وجود ہی اسلام کی تمام ضروریات کو مان لینے کی دلیل تھا آج کی طرح کے معترض تو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوتے تھے۔ نہ ہی قرآن پر اعتراض کرنے والے شبہات پیدا ہوتے تھے۔ اس لیے ان اعداد کی طرف اشارہ کافی تھا۔ اور حضور نے فرمایا کہ (بحوالہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ)

Marfat.com

دوزخ کے ۱۹ فرشتوں سے بسم اللہ الرحمن الرحیم
ڈھال ہے کیونکہ اس کے بھی ۱۹ حروف ہیں ۔ اور
اللہ تعالیٰ ہر حرف کو عذاب کے ایک فرشتہ
سے محفوظ رکھنے کے لیے ڈھال بنا دے گا۔"

لہٰذا ۱۹ کے عدد کو ہم نے معلوم نہیں کیا، بلکہ یہ حضور علیہ السلام کا بتلایا ہوا ہے۔ ہم نے صرف بھولا ہوا سبق کمپیوٹر کی مدد سے پڑھا ہے۔

(۲) اعتراض دوم میں بیان کی گئی یہ بات کہ ۱۹ کا عدد بہائی فرقہ سے لیا گیا ہے۔ جواب اعتراض مندرجہ بالا سے خود باطل ہو جاتا ہے۔ اس سے تو یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس فرقہ نے حضور ہی کی اوپر بیان کردہ حدیث سے یہ عدد اخذ کیا ہوگا۔ انہوں نے اس میں آپ ہی کی تقلید کی ہے۔

(۳) ان عددی انکشافات کو آلۂ فریب قرار دینا بڑی جسارت ہے۔ تبلیغ کا یہ اصول ہے کہ معترض کو اسی کی فہم اور اسی کی زبان اور محاورہ میں تبلیغ دین کی جاتی ہے۔ اب جدید ذہن کو ہم اسی کے ایجاد کردہ اور اس کی روزمرہ زندگی میں دخیل کمپیوٹر کی مدد سے قائل کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ تو یہ ہم پر خدا کا ایک احسان عظیم ہے۔ قرآن تو شروع ہی سے معجزہ ہے اس کی حقانیت کے ضمن میں کسی نئی دلیل کو صرف نظر نہیں کیا جا سکتا بلکہ حق کو ثابت کرنے کے لیے آج اور آئندہ جو بھی دلائل پیدا ہوتے رہیں گے ان سے کام لینا بلاشک و شبہ جائز و مباح ہوگا۔

Marfat.com

صاحب رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

معجزۂ شق القمر کی تصدیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اَفْضَلِ مَنْ طَابَ مِنْہُ النِّجَارُ ۔ وَسَمَابِہِ الْفَخَارُ وَاسْتَنَارَتْ بِنُوْرِ جَبِیْنِہٖ

Marfat.com

الْأَقْمَارُ ہُ

"اے اللہ درود بھیج اُوپر اس کے جو بزرگ ترین ہے۔ کہ پاک ہوا اس سے نسب اور جس سے خصائل پسندیدہ بلند ہوئے اور چاندوں کی چمک جس کے نُور پیشانی کی مرہُونِ منت ہے۔"

"دلائل الخیرات"

(یاد رہے کہ نظامِ شمسی میں کئی سیاروں کے ساتھ چاند موجود ہیں)

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ہُ

"قیامت نزدیک آئی۔ اور چاند پھٹ گیا" (سورۃ القمر)

ایامِ حج میں نصف رات کے قریب کفار جمع تھے۔ اور حضور اُن کو ایمان لانے کی تلقین فرماتے تھے۔ انہوں نے نشانی طلب کی۔ آپ نے انگلی چاند کی طرف کی۔ تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک حصہ مشرق کو اور ایک مغرب کو آگیا۔ جب سب حاضرین نے اچھی طرح دیکھ کر تسلی کرلی۔ تو پھر دونوں نصف حصے پھر آپس میں مِل گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کی بعثت قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ چاند دو ٹکڑے کرکے دکھانے کا یہ بھی مطلب ہے۔ کہ اسی طرح قیامت کے دن سب کچھ پھٹے گا۔

یہ معجزہ قرآنِ حکیم میں صاف طور پر مذکور ہے۔ اس لیئے کسی مسلمان

Marfat.com

کو اس پر شک کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ معجزہ شق القمر کی تصدیق زمانہ حال میں سائنسی خلائی مہم جوئی سے بھی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے۔ کہ منکرین حق جس حقیقت یا جس چیز کا انکار کرتے ہیں وہ انہی کے ہاتھوں اسے تیار کروا کر اپنی حجت پوری کر دیتا ہے۔ ذیل کی مثالیں اس سلسلے میں ثبوت باہم پہنچاتی ہیں۔

ا۔ منکرین نے یہ بات سن کر مذاق اُڑایا۔ کہ قیامت کے دن انہیں وہ سب دکھا دیا جائے گا۔ جو وہ دُنیا میں کرتے رہے ہوں گے۔ لہذا اُنہی کے ہاتھوں فلم سازی اور ریڈیو کیسٹ ٹیپ V.C.R ریکارڈ تیار کروا کر ثابت کر دیا۔ کہ یہ باتیں عین ممکن ہیں۔ کہ ایک دفعہ کی ہوئی اداکاری یا حرکتیں بار بار دیکھی جا سکتی ہیں۔ اور ان کو چاہے کتنا عرصہ بعد چاہو۔ بالکل اسی طرح دوبارہ پیدا کیا جا سکتا ہے اب اس میں کیا شک رہ جاتا ہے کہ کراماً کاتبین جو کچھ ہمارے اعمال اور گفتگو ریکارڈ کرتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن ہو بہو سامنے دِکھا دی جائے گی۔ اسی طرح انسان کے اعضاء و جوارح کا بول کر اپنے اعمال بیان کرنا بھی سمجھ میں آتا ہے۔ یہاں خود ساختہ مادی آلات بولتے ہیں۔

ب۔ مخبر صادق علیہ السلام کا یہ فرمان کہ مظلوم کی آہ اور دل سے نکلی ہوئی دُعا سیدھی آسمان پہ پہنچتی ہے۔ منکرین نے ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ مگر اب خود ان کے ایجاد کردہ آلاتِ نشریات آسمانوں

Marfat.com

کی پہنائیوں میں خلا نوردوں تک آوازیں پہنچا رہے ہیں۔ اور ناممکن کو ممکن کر کے دکھا رہے ہیں۔

ج۔ یہ بات تصدیق کی حد تک پہنچ چکی ہے۔ کہ منکرین حق نے معجزہ شق القمر کے واقعہ کو خود بچشم خود دیکھا۔ کہ کس طرح چاند کے دو حصے ہوئے۔ اور پھر وہ باہم مل گئے۔ اور قرآن حکیم کے ذریعے یہ خبر تمام عالم میں پھیل گئی۔ کفار نے اس واقعہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد اسے جادو کا کارنامہ قرار دیا۔ زمانۂ حاضر میں پھر سنت اللہ پوری

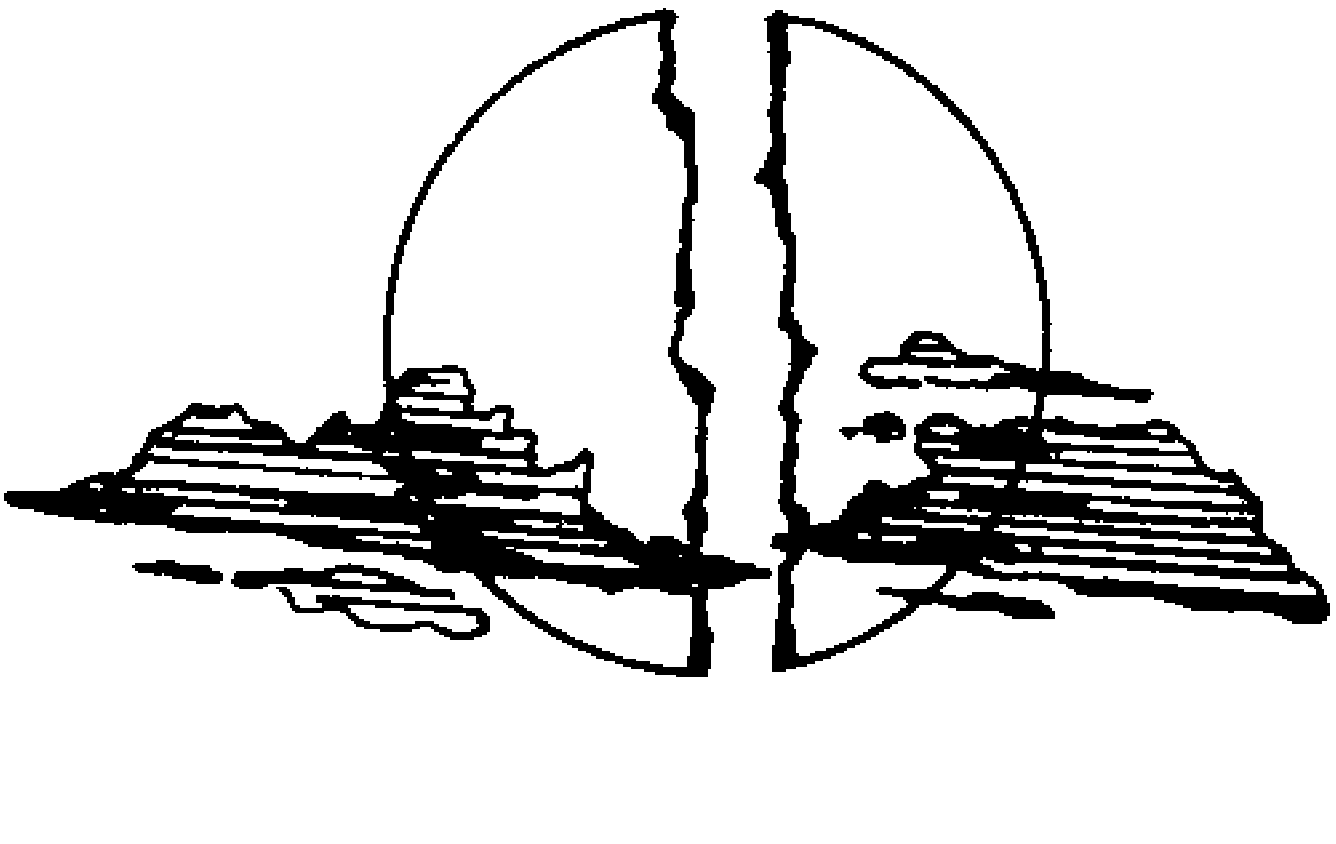

ہوئی۔ اور خود منکرین کے ذریعے سے اس معجزہ کی تصدیق کرائی گئی ہے

Marfat.com

سائنسدانوں نے جو خلانورد چاند میں بھیجے ہیں۔ اور جو اس کرہ کی تصاویر لی ہیں۔ ان سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ چاند کے عین وسط میں وہ دراڑ موجود ہے۔ جو معجزہ شق القمر کے بعد اس کے ٹکڑوں کے دوبارہ باہم ملنے سے باقی رہ گئی تھی۔ اسے عرب دراڑ ARAB CRACK کا نام دیا گیا ہے۔ ہم یہاں چاند کی وہ تصویر دکھاتے ہیں۔ جس میں ایسی دراڑ نظر آتی ہے۔ جو دو حصوں کو جوڑنے میں باقی رہ جاتی ہے۔ دیکھئے صفحہ نمبر ۸۱

آج قرآنِ حکیم منکرینِ حق کو پھر دعوت تبلیغ دیتا ہے۔ کہ آؤ اسلام کی حقانیت کو تعصب کی عینک اتار کر دیکھو۔ تمہاری ساختہ پرداختہ ایجادات ہر طرح سے اسلام کے اصولوں کی تائید کر رہی ہیں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (خدا کی کس کس نعمت (اور نشانی) کو جھٹلاؤ گے؟

جو چاند کی تصویر یہاں دکھائی جا رہی ہے۔ سب سے پہلے روسی خلائی جہازوں نے لی تھی۔ بعدہٗ امریکی خلاباز چاند پر اُترے تو انہوں نے بھی تصویر اتاری۔ اور یہ دُنیا بھر کے اہم اخباروں میں شائع ہوئی۔ اور پاکستان کے اخبار "پاکستان ٹائمز" میں ۲۷ اگست ۱۹۶۹ء کو یہ تصویر چھپی۔ منشی عبدالرحمٰن ناظم عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ۔ مُلتان نے (جن کے مضمون سے یہ معلومات اخذ کی گئی ہیں۔ ایک مقالہ "تسخیر قمر قرآن کی روشنی میں" لکھا تھا۔ وہاں بھی یہ

Marfat.com

تصویر موجود تھی۔

امریکہ کے اپالو نمبر ۱۵ کی پرواز قمری کی منصوبہ بندی کرنے والے ادارے طبقاتِ ارضی و جرامِ فلکی واشنگٹن کے ریسرچ سنٹر میں ایک مصری سائنسدان ڈاکٹر فاروق الباز کام کرتے رہے ہیں۔ وہ بھارت میں انڈین سپیس ریسرچ سنٹر کے خصوصی اجلاسوں میں شرکت کے لیئے آئے تھے۔ دہلی کے اخبار "الجمعیت" نے ڈاکٹر موصوف کا بیان شائع کیا ہے۔ انہوں نے اپنے اس بیان میں یہ انکشاف کیا ہے۔ کہ انہوں نے وہاں آتے ہوئے کچھ دیر قاہرہ میں بھی قیام کیا۔ اور صدر سادات سے ملاقات بھی ہوئی۔ ڈاکٹر فاروق نے صدر سادات کو مریخ کی "وادی قاہرہ" کا ایک ماڈل پیش کیا۔ مریخ کی اس وادی کو مصر کے دارالخلافہ سے مشابہت کی بنا پر وادی قاہرہ کا نام دیا گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے صدر کو اس قرآن پاک کا ایک ورق بھی پیش کیا۔ جو اپالو ۱۵ کی مدد سے چاند پر پہنچا گیا۔ اور جسے چاند کی سطح پر اُتارا گیا تھا۔ جب خلا بازاپالو ۱۵ سے چاند پر پہنچے۔ تو انہوں نے اہلِ زمین کو تسلیمات کہتے ہوئے یہ الفاظ دہرائے تھے۔

مَرْحَبًا اهل الْأَرْضِ مِنْ ابندریو۔

"یعنی اہل زمین کو خلائی چاند گاڑی اینڈریو سے سلام"۔ اِن الفاظ کا عربی ریکارڈ بھی صدر سادات کو دیا گیا۔ پھر چاند کی سطح سے لی گئی عرب ممالک کی ایک رنگین تصویر بھی پیش کی گئی۔ سب سے اہم شے

Marfat.com

جو ڈاکٹر فاروق الباز نے صدر سادات کو پیش کی۔ چاند کی ایک تصویر ہے۔ جو جس میں وہ عظیم دراڑ دکھائی دیتی ہے۔ جو چاند کی سطح پر پائی جاتی ہے۔ اور جس کا نام سائنسدانوں نے عرب دراڑ رکھا ہے کیوں کہ یہ معجزہ شق القمر سے تعلق رکھتی ہے۔ چاند کے دونوں ٹکڑے جب باہم ملے تھے۔ تو یہ دراڑ نشانی رہ گئی تھی۔

مصر کے صدر سادات نے یہ سب اشیاء مصری سائنس ریسرچ سنٹر کے شعبہ خلابازی میں رکھنے کے لیئے دے دی ہیں۔ ایک مسلمان کے لیئے اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ دورِ جدید میں قرآنی معجزہ کی تصدیق ظہور میں آتی ہے۔ متذبذبین اور متشککین کو اسلام کے متعلق شکوک و شبہات چھوڑ کر حقائق پر ایمان لے آنا چاہیئے ؏

چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیر ما!

Marfat.com

مُسلمانوں کی سائنسی خدمات

حقیقی انقلاب وہی تھا۔ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات نے برپا کیا۔ فرانس اور روس سے جو انقلاب منسوب کیئے جاتے ہیں۔ وہ حقیقی انقلاب نہ تھے۔ وہ دراصل فتنے اور فساد تھے۔ جنہوں نے حالات کو بد سے بدتر کر دیا۔ ان کے نتیجہ میں جو آزادی حاصل ہوئی۔ وہ مادر پدر آزادی تھی شرافت اور نیکی کو پاؤں تلے روندا گیا۔ مساوات کا مطلب شریف اور بدمعاش محنتی اور سُست، وفادار اور غدّار سب کی برابری تھا۔ جمہوریّت سے مراد سیروں کی تعداد گن کر اکثریت کی حکومت قائم کرنا قرار پائی عام اس سے کہ لوگ تجربہ کار ہوں یا ناتجربہ کار۔ سمجھدار ہوں یا احمق۔ دیانتدار ہوں یا بے ایمان۔ اس نام نہاد جمہوریّت نے جتنا نقصان کیا ہے۔ کسی اور نظام نے نہیں کیا۔ آج بھی پاکستان کو اس سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو رہا ہے۔ حضور کے لائے ہوئے انقلاب میں نہ غرور تھا۔ نہ تکبّر۔ نہ ظلم تھا نہ زیادتی۔ نہ ہوسِ زر تھی نہ ہوسِ اقتدار۔ جنگ میں نہ بچوں پر ہاتھ اٹھتا تھا۔ نہ عورتوں پر۔ فتح ہونے پر مُسلمان دشمن کی عورتوں کی عزّت وعصمت، مال وجان کی حفاظت کرتے تھے۔ چشمِ فلک نے کبھی ایسی مخلوق نہیں دیکھی تھی۔ جو اس

Marfat.com

قدر قوی، بہادر اور اقتدار کی مالک ہونے کے باوجود اتنی نیک، حق پرست، اور دوسروں کی خدمت گزار ہو۔

فاتح عالم ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں نے علم کی بھی بڑی خدمت کی۔ سائنسی اور تحقیقی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ کائنات کے بستہ راز آشکار کیئے۔ عناصر قدرت پر حکمرانی کی۔ جب خدائے واحد کے ساتھ ان کا تعلق قائم ہوا۔ تو یہ عقیدہ وا ہوا کہ الٰہیات، فلسفہ، تصوف اور نفسیات کے علاوہ تاریخ، جغرافیہ، طب، ہیئت اور ریاضی جیسے تمام سائنسی علوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے قدموں میں ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی غفلت سے اغیار نے ان میں ترقی کرلی۔ اور ان علوم سے مسلمانوں کا قطع تعلق کردیا۔ ذرا غور کیجئے کتنی عجیب بات ہے۔ کہ جدید سائنس اپنا رشتہ یونانی دور سے ملاتی ہے۔ اور درمیان سے مسلمانوں کا ایک ہزار سالہ دور روز روشن میں غائب کردیا جاتا ہے اگر آپ

نسل اگلے صفحے پر دیکھیے

Marfat.com

یہ جدید اصطرلاب ہے۔ جو اسلامی آلہ کے ہی اصول پر کام کرتا
ہے۔ اور ستاروں کے راستے بتاتا ہے۔

Marfat.com

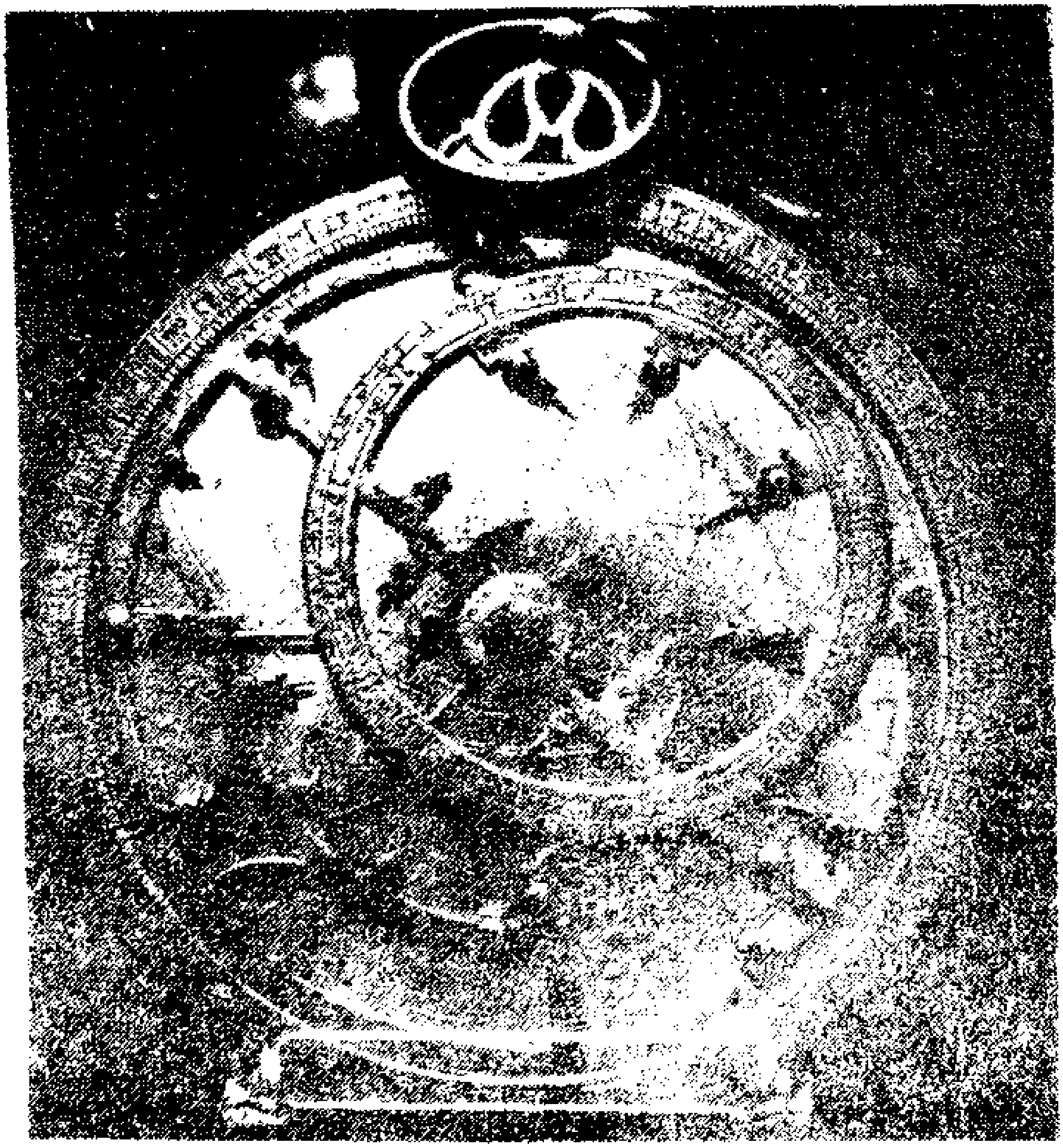

یہ عربی اصطرلاب ASTROLABE تانبے کی بنی ہوئی ہے۔
اس آلہ سے چاند اور ستاروں کی بلندی معلوم کی جاتی ہے یہ ۱۰۶۴ء میں
عربوں نے بنائی تھی۔ اور اس سے پولینڈ میں ۱۵ ویں صدی تک کام
لیا جاتا رہا۔

(پیامِ الشرع نومبر دسمبر ۷۸ء)

Marfat.com

ایجادات کی تاریخ پر نظر ڈالیں۔ تو ارشمیدس کی چرخی (۲۶۰ قبل مسیح) کے معًا بعد گٹن برگ کے چھاپہ خانہ (۱۴۵۰ عیسوی) کا ذکر آتا ہے۔ متعصب مغربی مؤرخین دانستہ طور پر اسلامی ترقی کے ڈیڑھ ہزار سال کو غائب کر دیتے ہیں۔ تاہم اب چند انصاف پسند مغربی مفکرین صاف طور پر اسلامی دور کی اہمیت کو تسلیم کرنے لگے ہیں۔ ان میں جارج سارٹن اور بریفالٹ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سلطنت روما کے زوال کے بعد یونانی سائنس کے ورثہ کو مسلمان مفکروں نے کندن بنایا۔ اس میں مزید تحقیق و تفتیش کی۔ یونانیوں نے سائنس کی صرف ابتدا کی۔ ارسطو طبیعات کی کتاب لکھ کر فارغ ہو گیا۔ لیکن اس نے ایک بھی تجربہ نہ کیا۔ یونانیوں کے بعد اہل روما آئے وہ صرف سائنس کی افادیت کے قائل رہے۔

اس شمع کو مسلمانوں ہی نے آگے جاکر روشن رکھا۔ سائنس میں تحقیق کی نئی روح، تفتیش کے نئے اسلوب اور پیمائش و مشاہدہ کے نئے طریقے رائج کئے۔ مغربی مصنفین شرمندگی سے اسلامی دور کو تاریکی کا دور کہتے ہیں۔ کیوں کہ خود ان کے مذہبی راہنماؤں نے سائنس کے خلاف مہم جوئی شروع کر رکھی تھی۔ عیسائی مذہبی جنونیوں نے لاکھوں کتابیں تباہ کر دیں۔ ظاہر ہے کہ جب کتابیں نہ ہوں۔ تو علم کیسے پھیلے گا۔ اس زمانہ میں مسلمانوں ہی کے، واسطہ سے علم کا دریا جاری رہا۔ اکثر کتب سریانی (شامی) سے عربی میں ترجمہ ہوئیں

Marfat.com

پھر عربی سے لاطینی میں منتقل ہو کر یورپ کی زبانوں میں بدلی گئیں اسلام میں زبانوں پر قدغن نہیں لگائی جاتی۔ نہ غور و فکر پر کوئی پابندی ہے نہ ہی مفکروں کے پیچھے خفیہ جاسوس لگائے جاتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہمیشہ مسلمان خلفاء نے ادیبوں، عالموں، مہندسوں (انجینئرز) اور سائنسدانوں کی سرِعام درباروں میں عزت افزائی کی۔ یہی وجہ ہے کہ صرف چند ہی صدیوں میں اسلامی علوم کے جلو سائنسی تحقیق بھی ترقی کرتی گئی۔

جدید سائنس کی بنیادیں استوار کرنے والے مسلمان سائنسدانوں کی فہرست یوں تو خاص طویل ہے۔ تاہم مندرجہ ذیل نام قابلِ ذکر ہیں۔ جابر بن حیان۔ الکندی۔ الرازی۔ الفرغانی۔ ثابت بن قرہ۔ الفارابی۔ المسعودی۔ الطبری۔ ابوالوفا۔ ابنِ عباس۔ ابوالقاسم۔ ابنِ بیطار۔ ابنِ خطیب۔ حسن الرماح۔ ابن اسحاق۔ مالکرخی۔ البغدادی۔ ابن عیسٰی۔ الغزالی۔ ابن رشد۔ ابن الہثیم۔ بوعلی سینا۔ عمر خیام۔ خوارزمی۔ البیرونی۔

اگرچہ ۱۱۰۰ء کے بعد مغربی ممالک کے سائنسدانوں کے نام آتے ہیں۔ تاہم اب بھی اعزاز موسٰی بن میمون۔ ابن رشد۔ طوسی اور ابن نفیس وغیرہ کے حصے ہی میں آتا ہے۔ اس کے بعد کی صدیوں میں ترقی پذیر ممالک کے ہاتھوں سے سائنس نکلنے لگی۔ اور وہ مغرب کی منصوبہ بندیوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ بلکہ ان کی محتاجی ان کے نصیبوں

Marfat.com

میں لکھی گئی۔ پروفیسر عبدالسلام نے اس موقع پر الکندی کا حوالہ دیا ہے وہ قول یہ ہے۔ "مناسب یہی ہے کہ ہم صداقت کے اعتراف میں سُبکی محسوس نہ کریں۔ ہمیں چاہیئے کہ یہ جس ذریعہ سے بھی ملے۔ ہم اسے جذب کریں۔ چاہے وہ ہمیں بیرونی اقوام ہی سے کیوں نہ مل جائے۔ صداقت کے متلاشی کے لیئے خود صداقت سے بڑھ کر کوئی قدر بلند و بالا نہیں ہے۔ صداقت اپنے متلاشی کو کبھی بے وقعت یا ذلیل نہیں کرتی۔"

مُسلمان سائنسدان بیک وقت کئی کئی علوم میں ماہر ہوتے تھے۔ ابو ریحان محمد بن احمد البیرونی (۹۷۳ تا ۱۰۵۱ء) دُنیائے اسلام کے سائنس دانوں میں ممتاز ترین سائنس دان تھے۔ ان کے عہد کو اسلامی سائنس کا زریں دور کہا جاتا ہے۔ البیرونی بیک وقت اعلیٰ پایے کا مؤرخ۔ جغرافیہ دان۔ طبیب۔ ماہر دوا سازی۔ ماہرِ طبیعات۔ ماہر علم ہیئت۔ فلزیات اور ممتاز ریاضی دان تھے انہوں نے ۱۸۰ کتابیں تصنیف کیں۔

ایک بات جو نوٹ کرنے کے قابل ہے۔ یہ ہے کہ تجرباتی بنیادوں پر مبنی علم یعنی سائنس مُسلمانوں میں قبولیت عام حاصل کر چکی تھی۔ اور یہ انہی بنیادی اُصولوں پر منحصر تھی۔ جو کہ مسلمانوں کی الہامی کتاب قرآن حکیم نے پیش کیئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اِسلام کے مختلف مکتبہ ہائے فکر نے اس پر صاد کیا۔ اور اس پر کوئی اعتراض

Marfat.com

نہ کیا۔ قرآنِ مجید نے یقین یعنی علم کے تین ارتقائی پیمانے بیان کیئے ہیں۔(ا) علم بذریعہ استنباط جسے استدلال یا عقلی علم بھی کہتے ہیں۔اسے علم الیقین کا نام دیا گیا۔ (ب) علم بذریعہ مشاہدہ جسے حسّی یا مشاہداتی علم بھی کہتے ہیں۔ اور عین الیقین کا نام دیا گیا۔(ج) علم بذریعہ تجربہ جسے وارداتی اور تجربی علم بھی کہتے ہیں۔ اسے حق الیقین کا نام دیا گیا۔ اکثر علماء نے اس طریقِ کار کی حمایت کی ہے اور اس پہ کار بند رہے ہیں۔ امام غزالی نے علوم کے تین درجات میں دُوسرا درجہ تجربی علم یعنی سائنس کو دیا تھا۔ بنوامیہ نے سائنس کا کچھ ابتدائی کام کیا۔ عباسی خلفاء نے (جن میں منصور اور مامون الرشید نمایاں ہیں) ایک بڑا کتب خانہ "بیت الحکمت" بنایا۔ اور قیمتی کتابوں کے تراجم کرائے۔ دُنیا کے کونے کونے سے علماء کو طلب کر کے گراں قدر معاوضے دیے۔ بعد کے مسلمان خلفاء نے بھی کتابوں کو وسعت دی۔ کتابوں کی اتنی ترقی ہو چکی تھی۔ کہ جب منگولوں نے بغداد کی کتابیں جلا ڈالیں۔ تو دریائے دجلہ کا پانی جلی ہوئی کتابوں سے سیاہ ہو گیا تھا۔ اسی طرح انگریزوں نے طرابلس الشام کے بہت بڑے کتب خانہ کی تیس لاکھ کتابوں کو جلا دیا۔ انہی کتابوں کی مدد سے مسلمانوں نے علم کو وہ مقام بخشا۔ جو آج تک کسی قوم نے علم کو نہ دیا تھا۔ لیکن تعصب کا بُرا ہو کہ علم کو جو بنی نوعِ انسان کا مشترک ورثہ ہوتا ہے۔ مہذّب کہلوانے والی قوموں نے کتب

Marfat.com

نانے جلا کر مٹا دینے کی کوشش کی۔ اور خود اعلیٰ پائے کے کتب خانے تعمیر کر لیے۔ آج تمام ترقی یافتہ قوموں نے بڑے پیمانوں پر لائبریریاں قائم کر رکھی ہیں۔ لیکن ترقی پذیر اقوام کی تعمیر و ترقی میں طرح طرح کے بہانوں سے روکاوٹیں ڈالی جا رہی ہیں۔ بلکہ ان کی نئی نسل کو فحاشی اور عریانی کی دلدل میں پھنسانے کی سکیمیں بنائی جاتی ہیں جو کہ بڑی حد تک کامیاب رہی ہیں۔

الجبرا خصوصی طور پر مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ اور آج بھی یہ عربی نام جاری ہے۔ پھر علم مثلثات (ٹرگنومیٹری) بھی البتانی (۸۷۷ء تا ۹۱۸ء) نے متعارف کرایا تھا۔ عبدالرحمان الصوفی نے اس علم کو مزید آگے بڑھایا۔ متعصب یورپین علماء نے مسلمان ریاضی دانوں اور سائنس دانوں کے نام تک بدل کر یورپین طرز کے رکھ لئے۔ تاکہ سائنس سے مسلمانوں کی لاتعلقی ثابت کی جائے۔ جابر بن حیان کو گیبر۔ ابن رشد کو اویرو۔ ابن سینا کو ایوونا۔ اور الہثیم کو الھیزن جیسے متبادل نام اپنی تصنیف میں دے ڈالے۔ جدید سائنس دان اس بات کو برملا تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یورپ کی تحریک احیائے علوم دراصل مسلمانوں کی علمی تحقیق کی تقلید ہی میں تھی۔

اطلاقی سائنس APPLIED SCIENCE میں مسلمانوں نے اس وقت کے عوام کو بہت سی ایجادات دیں۔ اموی خلفاء کے وقت پہاڑی چشموں کا پانی گھر گھر پہنچتا تھا۔ المامون کے عہد میں

Marfat.com

بہت سی ایجادات منظرِ عام پر آئیں۔ ہارون الرشید نے جو تحائف شارلیمان کو بھیجے تھے۔ ان میں سے ایک میکانکی کلاک بھی تھا۔ جو اس وقت ایک خصوصی ایجاد تھی۔ اسی خلیفہ کے عہد میں حوض کے اندر مصنوعی چڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ جو قدرتی ہوا کے چلنے پر چہکتی تھیں۔ اور گاتی تھیں۔ حکم بن ہاشم نے ایک چاند بنایا تھا۔ جو "ماہ نخشب" کہلاتا تھا۔ اور نخشب نامی کنویں سے نکل کر تقریباً دوسو مربع میل علاقہ کو منوّر کرتا تھا۔ یہ سورج نکلتے ہی ڈوب جاتا تھا۔ اور غروب ہوتے ہی نکل آتا تھا۔ حکم بن ہاشم اس کے راز کو اپنے سینے ہی میں لے کر ایک تیزاب کے مٹکے میں تحلیل ہوگیا۔ عبدالرّحمان اوّل (متوفی ۷۸۸ء) کے احکام باقاعدہ چھاپہ خانہ میں چھپتے تھے۔ اس کے علاوہ عینک کا شیشہ۔ وقت ناپنے والی گھڑی۔ ہوا میں اُڑنے والی مشین۔ اصطرلاب۔ دُوربین۔ راکٹ سازی سب مسلمانوں نے ایجاد کیئے۔ آج بھی یُورپ کے عجائب گھروں میں مسلمانوں کے بنائے ہوئے پانچ سماوی کُرّے رکھے ہوئے ہیں۔

طبری کے شاگرد نویں صدی کے سب سے بڑے طبیب ابوبکر محمد بن زکریا الرازی تھے۔ جن کو یورپ رہیزز RHAZES کا نام دیتا ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے طبی انسائیکلوپیڈیا لکھی۔ چیچک کا ٹیکہ ایجاد کیا۔ وبائی امراض پران کی تصنیف "کتاب الجدری والحسبہ" کا دنیا کا تقریباً ہر زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ سترہویں صدی عیسوی

Marfat.com

تک انہیں طب کا امام تسلیم کیا جاتا رہا۔ الرازی نے ایک سو تیرہ کتابیں اور اٹھائیس رسالے لکھے۔ وہ طب کے علاوہ علم طبیعات پر بھی اتھارٹی رکھتا تھا۔ ابوالقاسم الزہراوی یورپی ڈاکٹروں کا امام تھا۔ تمام بیماریوں کا علاج داغنے سے اور عمل جراحی کے متعلق اس نے علوم پھیلائے۔ ابن الہیثم ماہر نوراینات تھا۔ جس نے روشنی اور آنکھ کے عمل کی درست توضیح کی۔ دراصل نیوٹن نے ابن الہیثم ہی سے استنباط کیا تھا۔ جس کی کتاب "المناظر" اس کا ماخذ تھی۔ ابن الہیثم کے علاوہ گیارہویں صدی عیسوی میں البیرونی۔ بوعلی سینا۔ عمر خیام۔ ابن رشد اور ابن بیطار جیسے بلند پایہ مشاہیر علم گزرے ہیں۔ افسوس کہ گیارہویں صدی کے بعد اسلامی سائنس زوال پذیر ہونا شروع ہوگئی۔ تیرہویں صدی کے بعد تو مسلمان سائنس سے بالکل لاتعلق ہو کر رہ گئے۔ ان کی جگہ اہل یورپ نے سائنس پر منظم اور مربوط طریق پہ کام شروع کر دیا۔ اور چند ہی صدیوں میں وہ عروج حاصل کر لیا۔ کہ آج دنیا انکے علاوہ ان سب ہستیوں کو بھول چکی ہے۔ جنہوں نے قصر سائنس کی تعمیر میں نمایاں کام کیا تھا۔

Marfat.com

اسلام اور اختراعاتِ جدیدہ

خدا تعالیٰ برتر و بالا نے قلم کے ذریعے سے انسان کو علم سکھایا۔ جوں جوں انسان سعی و کوشش کرتا جاتا ہے۔ اس کے علم میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ چودہ سو سال پہلے قرآنِ حکیم کی بیان کردہ حقیقتوں کی تصدیق ہوتی جاتی ہے۔ اس کائنات کی پیدائش ہی کو لیجئے۔ قرآنی زبان میں کہا جائے گا۔ پہلے دخان، پھر ماءٌ پھر سمٰوٰت اور ارض وجود میں آئے۔ ملاحظہ فرمایئے آیت شریف :۔

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝

"پھر آسمان بنانے کی طرف توجہ کی۔ وہ اس وقت دُھواں سا تھا۔ سو اس سے اور زمین سے کہا۔ کہ تم دونوں خوشی سے یا چار و ناچار وجود میں آؤ۔ دونوں نے عرض کی ہم خوشی سے حاضر ہیں" (۱۱:۴۱)

جدید تحقیقات سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ پہلے فضا کثیر توانائی والی گاما شعاعوں سے پُر تھی۔ بعدہٗ نئے تخلیق شدہ ایٹموں سے مرکب گیس پھیلتی گئی۔ درجہ حرارت کم ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ مادۂ تخلیق ہوا (جارج گیمو) بہرحال سائنسدان تخلیقِ کائنات کو تسلیم کرتے ہیں

Marfat.com

اور پہلے جو اس جہان کے دائمی اور ازلی ہونے اور خالق کی نفی کرنے کا سودا دل میں سمایا ہوا تھا۔ تو وہ غلط ثابت ہوا۔ دو مشہور سائنسدان وائیٹ ہیڈ اور برٹرنیڈ رسل مشترکہ لکھی جانے والی کتاب میں لکھتے ہیں:-

"مذہبی خیالات اور ان کی ترقی کی تاریخ دُنیا میں ہمارے لیئے ایک مشعلِ اُمید ہے۔ یہ مکاشفہ صرف عبادت کا داعیہ پیدا کرتا ہے اور عبادت کے معنے جذب کے داعیہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینا ہے۔ جو محبت کی متحرک قوت سے پیدا ہوتا ہے۔ خدا انسان میں پرستش کا داعیہ اور جذبہ پیدا کرتا ہے۔ اور یہ خدا کی طاقت کا مظاہرہ ہے۔"

آئن سٹائن کا قول ہے۔ کہ "اعلیٰ ترین جذبات جن کے ہم متحمل ہو سکتے ہیں۔ وہ معرفت اور تصوف کے جذبات ہیں اِن ہی میں تمام آرٹ اور سچی سائنس کا بیج پایا جاتا ہے۔" چنانچہ جدید سائنسدانوں نے روحانیت اور مذہب کی ضرورت اور وجود کو تسلیم کرنا شروع کر دیا ہے۔

اِس تمہید کے بعد ہم اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں بانیِ اِسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے ان تمام عصری ایجادات اور اختراعات کے متعلق واضح اشارے دے دیے تھے۔ جو آج ہو بہو پورے ہو رہے ہیں۔ حضور کو خدا نے

Marfat.com

علم بخشا اور حضور نے آگے اُمت کو عطا کیا۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ (یہ غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔ تکویر: ۲۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلّم مستقبل میں پیش آنے والے اُمورِ عظیمہ کو کھول کر بیان فرماتے ہیں۔ ان اُمور میں مذہبی۔ اخلاقی۔ تعلیمی تدریسی۔ تہذیبی معاشرتی۔ سائنسی تکنیکی۔ تجارتی اقتصادی۔ معدنیاتی و زراعتی۔ سیاسی و ملکی۔ طبّی و مُعالجاتی۔ یعنی ہر نوع ہر قسم کی خبریں ہیں۔

۔ پھر یہ خبریں ایسا بشر نہیں دے سکتا۔ جو ہمارے جیسا بشر ہو وہ افضل البشر ہی ہوگا۔ وہ سیّد الانبیا ہی ہوگا۔ وہ محبوبِ کبریا ہی ہوگا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے ان تمام عجیب وغریب ایجادات کے بارے میں جو اس زمانہ میں منظرِ عام پر آئی ہیں یا آنے والی ہیں، ارشاد فرمایا:۔

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَرَوْا اُمُوْرًا عِظَامًا لَمْ تَكُوْنُوْا تَرَوْنَهَا وَلَا تُحَدِّثُوْنَ بِهَا اَنْفُسَكُمْ (الفتن)

"اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک تم ان امورِ عظیمہ کو دیکھ نہ لو۔ جنہیں کبھی دیکھا نہ ہو۔ نہ ہی ان کے بارے میں سوچا ہو۔"

اِن اشیاء میں سب نئی نئی ایجادات آگئی ہیں۔ مثلاً ہوائی جہاز۔ آبدوز کشتیاں۔ ریڈیو وائرلیس ٹیلیویژن۔ بجلی اور ایٹمی ہتھیار وغیرہ۔ اس اجمال کے علاوہ ہر ایک شے کے متعلق علیحدہ علیحدہ

Marfat.com

بھی بیان آیا ہے۔ جس کی کچھ تفصیل ہم آگے بیان کرنے والے ہیں
آپ کے فرمان میں یتقارب الزمان اور تزوی الارض
(طبرانی کبیر) آیا ہے۔ جن کے معنے ہیں۔ زمانے قریب ہونے
اور زمین کے سکڑ جانے کے ہیں۔ اور یہ بات تیز رفتار سواریوں
پر صادق آتی ہے۔ جن میں ہوائی جہاز۔ ریل اور موٹر گاڑیاں شامل
ہیں۔ یا پیادہ اور جانوروں کے ذریعے جو مسافت مہینوں میں
طے ہوتی تھی۔ وہ اب گھنٹوں میں طے ہوتی ہے۔ ایک حدیث
کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"میری اُمت میں آخر وقت ایسے لوگ ہوں گے۔ جو
کجادوں کی طرح زینوں پر سواری کریں گے۔ اور مساجد کے
دروازوں پر اُتریں گے۔ ان کی عورتیں پہن کر بھی ننگی معلوم
ہوں گی۔ ان عورتوں کے سروں پر کمزور اُونٹوں کے کوہان
کی مانند کوئی چیز ہو گی۔ انہیں لعنت کرو کیوں کہ یہ سب
عورتیں ملعون ہیں۔"

ظاہر ہے کہ موٹر کاروں کو کجادوں سے تشبیہ دی گئی ہے
اور بعض مقامات پر ان موٹروں کے ٹھیرنے کا بتایا ہے۔ مثلاً جمعہ
کی نماز کے لیئے لوگ کاریں مساجد کے دروازوں پر ٹھیرایا کرتے
ہیں۔ اور عورتوں کے لباس کے متعلق تو یہ دیکھ لیں۔ کہ منی سکرٹ
اور باریک عریاں لباس بھی پہنا جا رہا ہے۔ عورتوں کے سروں

Marfat.com

پر کوہان جیسی چیز "وگ" ہے۔ اور گول ہیٹ بھی ہوتے ہیں۔
ہوائی جہاز، کے متعلق تو زمان و مکاں کے سکڑنے میں اشارہ آ گیا ہے۔ تاہم کمل کر بیان کیا گیا۔ کہ نوجوان آدمی بوڑھوں کو قاصد بنا کر آسمان کے دو کناروں کے درمیان بھیجے گا۔ حتیٰ کہ تاجر آسمان کے کناروں کے درمیان بھی منافع نہ پائے گا۔ (طبرانی کبیر)
اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ نے نوجوان بادشاہوں کی طرف سے بوڑھوں کو بذریعہ ہوائی جہاز سفیر بنا کر بھیجنے کی خبر دی ہے پھر لوگ تجارت کے لیئے بین الافقین جاتے ہیں۔ اور ان کی تسلی نہیں ہوتی۔ یہی کہتے ہیں کہ منافع نہیں پایا۔ قرآن حکیم کی سورۃ المرسلات میں جو اوصاف بیان ہوئے ہیں۔ وہ بم بار طیاروں کے ہیں۔ ترجمہ یہ ہے۔ "قسم ان کی جو لگاتار چھوڑے جاتے ہیں پھر تباہ و برباد کر دینے والے۔ پھر نشر کرنے والے۔ پھر خوب جُدا کر دینے والے۔ پھر سنجیدہ بات کرنے کیلئے ملاقات کرنے والے، معذرت کرتے ہوئے یا انجام سے ڈرتے ہوئے بیشک جس بات کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو ضرور ہونی ہے۔"
بمبار طیارے لگاتار بم چھوڑتے ہیں۔ اور تباہی پھیلا دیتے ہیں۔ اور ساتھ ہی وائرلیس سے پیغامات بھی نشر کرتے ہیں۔ اور جنگ سے لوگ جُدا جُدا ہو جاتے ہیں۔ بھگدڑ مچ جاتی ہے۔ پناہ گاہیں تلاش کی جاتی ہیں۔ سورۃ الانعام میں (آیت ۶۵) ہے۔

Marfat.com

"آپ کہہ دیں کہ وہ قادر ہے۔ کہ تم پر تمہارے اُوپر سے عذاب بھیجے۔ یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے۔"

اُوپر سے عذاب بمباری سے اور نیچے سے عذاب بارُود کی سُرنگیں پھٹنے سے آتا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ "قیامت سے قبل ایسی بارش ہوگی۔ کہ اس کی وجہ سے سوائے خیموں کے کوئی پکّا مکان باقی نہ رہے گا۔" ہوائی جہازوں۔ ہیلی کاپٹروں سے اور ایٹم بم کی تباہی کا یہی نقشہ ہے۔ جو ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ پناہ گزین خیموں میں پناہ لیتے ہیں۔

آلاتِ تشہیر، یعنی ریڈیو ٹیلیویژن اور ٹیلی پرنٹ کے متعلق نسائی کی حدیث ہے۔ کہ

"قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے۔ کہ مال پھیل جائے گا اور اس کی کثرت ہوگی۔ تجارت بہت عام ہو جائے گی۔ قلم کا ظہور ہوگا۔ اور کوئی شخص بیع کرے گا۔ تو کہے گا کہ ٹھہرو پہلے میں فلاں جگہ کے تاجر سے مشورہ کر لوں۔"

آپ دیکھتے ہیں کہ آج کل بڑے تاجر کوئی بیع کرتے ہیں۔ تو تار، ٹیلیفون وغیرہ ذرائع سے اپنے دوسرے شہروں کے ساتھیوں سے مشورہ کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں علم کو اس طرح پھیلاؤں گا۔ کہ ہر مرد و عورت، آزاد، غلام، بچے،

Marfat.com

بڑے اس کو حاصل کرلیں گے۔ جب میں ایسا کروں گا۔ تو اپنے حق کی وجہ سے ان کی گرفت کروں گا۔

دیکھ لیجئے ریڈیو ٹیلی ویژن پر علم کے عام ہونے کی وجہ سے مذاکرات، مباحثات اور مقالات و تقاریر بکثرت سے نشر ہوتی ہیں علاوہ ازیں قربِ قیامت میں جو ناچ اور گانے کے عام ہوجانے کی خبر دی گئی ہے۔ وہ بھی آلاتِ تشہیر کی نشاندہی کرتی ہے۔

ٹیپ ریکارڈر و تصاویر:۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ

"اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک کہ درندے انسان سے بات نہ کر لیں، اور آدمی کے کوڑے کا پھندہ اور اس کے جوتے کا تسمہ اس سے کلام کرے گا۔ اور گھر میں آدمی کے بعد جو کچھ ہوا۔ اس کی خبر دے گا۔"

اِس سے ٹیپ ریکارڈر مراد ہے۔ جو جیب میں سما سکتی ہے۔ اور جو ہر بات کو ریکارڈ بند کرلیتی ہے۔ جس کی بات ٹیپ ہورہی ہو بسا اوقات اس کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ دوسروں کی پوشیدہ باتوں کی ٹوہ لگائی جاتی ہے۔ جمادات کے کلام کرنے سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے۔ کہ بولتی ہوئی فلم کی تصویریں عام کام کررہی ہیں۔ باقی اللہ ورسول زیادہ جانتے ہیں۔ ممکن ہے مزید کوئی ایجاد آنے والی ہو سرکسوں میں درندے انسان کے ساتھ میل جول رکھتے دکھائے

Marfat.com

جاتے ہیں۔ اور انسانی حکموں کو سن کر عمل کرتے ہیں۔ جاسوسی کتے بھی انسان کے جرائم کا سراغ لگاتے ہیں۔

پٹرول اور گیس: ۔ فی زمانہ پٹرول اور گیس کی اہمیت واضح ہے اور اسی کے تنازعہ پر قوموں میں جنگوں کی نوبت آتی ہے۔ پٹرول کو آج کل سیّال سونا کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ صدی قبل اسے سونے کے نام سے تعبیر کیا تھا۔ جب ابھی انسان نے اس کا استعمال بھی نہیں کیا تھا۔ قرآن حکیم میں ہے کہ

وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ۔ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۔ (پارہ ۲۷ سورۃ الطور)

"طور کی قسم، اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے اور بلند چھت اور سلگائے ہوئے سمندر کی"

اللہ نے تیل (پٹرول) پیدائش دنیا کے وقت ہی سے زمین میں پوشیدہ کر رکھا تھا۔ اور اس کا ظہور قیامت کی نشانیوں سے شمار ہوتا ہے۔ سمندر سلگانے سے مراد پٹرول کا جلنا اور اس کے باعث ہونے والی جنگیں ہیں۔ حضور نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت آنے سے قبل فرات ایک سونے کا پہاڑ ظاہر کرے گا۔ کہ جہاں لوگ قتل کئے جائیں گے۔ اور ہر سو میں سے ننانوے وہاں مارے جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ بہت زیادہ قتل و غارت ہوگی۔ دیکھ لیجئے

Marfat.com

ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بالکل اسی طرح کی تباہی لاتے ہیں۔ پھر آپ نے طالقان قزوین (ایران) کے پٹرول کا بھی ذکر فرمایا۔ کہ "افسوس ہے۔ طالقان کے لیئے اس میں اللہ نے ایسے خزانے رکھے ہیں جو سونا اور چاندی نہیں ہے" دیکھ لیجئے یہ حدیث پٹرول پر کس طرح صادق آتی ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت قائم ہونے سے قبل بہت سی ایسی کانیں نکلیں گی۔ جن پر صرف کمینوں کا ہی قبضہ ہوگا لہذا ہمارے وقت میں یہ پٹرول کے کنویں ہیں۔ کفار شریر لوگ ہیں۔ اور وہی ایسے چشموں سے تیل نکالنے کے آلات رکھتے ہیں

تیز رفتار سواریاں:۔ فرمایا گیا تھا کہ پہلے جو خدمت اونٹنی سے لی جاتی تھی۔ وہ چھوڑ دی جائے گی۔ آپ دیکھتے ہیں کہ اب سعودی عربیہ میں بھی سڑکوں پر کوئی اونٹنی دیکھنے میں نہیں آتی۔ اور پٹرول کی تیز رفتار گاڑیاں ہی چلتی ہیں۔ یہی حال ہر ملک کا ہے متعدد احادیث میں دجال کا ذکر ہے۔ کہ وہ نزول عیسٰی علیہ السلام سے قبل نکلے گا۔ اور تمام روئے زمین کا چکر چالیس دن میں لگائے گا۔ اس کا پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ دوسرا ایک مہینے کے برابر، تیسرا ایک ہفتہ کے برابر اور باقی ایام عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ ان سب کا مجموعہ ایک سال اڑھائی ماہ بنتے ہیں۔ اور اس کا پروگرام تمام شہروں وقریوں میں داخل ہونے کا ہوگا۔ سوائے مکہ مدینہ اور بیت المقدس کے۔ ظاہر ہے کہ وہ تیز سواریوں پر

Marfat.com

ہی ایسا کر سکے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔ کہ دجّال اس بادل کی طرح تیز چلے گا۔ جسے ہوا دھکا دیتی ہو۔

تیز سواریوں کا اشارہ اس سے بھی واضح ہوتا ہے۔ کہ حضور نے فرمایا کہ قربِ قیامت میں حج کے بعد امام مہدی علیہ السّلام کو لوگ مکّہ سے مدینہ جاکر تلاش کریں گے۔ اور یوم عاشورا تک تین تین مرتبہ ان دونوں متبرک شہروں کے درمیان چکر لگائیں گے۔ ان پندرہ یوم میں تو بہ مشکل ایک ہی چکر اُونٹ پر لگ سکتا ہے۔ تین مرتبہ چکر ضرور تیز رفتار سواریوں سے ہوسکتا ہے۔ آپ کو لوگ یومِ عاشورا کی رات کو پالیں گے۔ اور پھر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے۔

یہ موضوع تو بہت طویل ہے۔ اب مختصراً وہ خبریں بیان کی جاتی ہیں۔ جو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے قربِ قیامت کی نشانیوں کے طور پر بیان فرمائی ہیں۔

• اسلام کے کام ایسے لوگ کریں گے۔ جو خود مسلمان نہ ہونگے، (آج مغربی اقوام قرآن حدیث تاریخ وسیر وغیرہ پر بہت مفید کام کررہی ہیں۔ اور ایسے لوگوں سے قدرت دین کا کام لے رہی ہے جو بے دین ہیں)

• بے حیائی پھیل جائے گی۔ اور بدزبانی عام ہوگی (ٹیلی ویژن اور فلموں کے وسیلے سے بے حیائی کا پھیلنا اور بڑکیں مارنا آپکے

Marfat.com

مشاہدہ میں آرہا ہے۔

• چھوٹوں کی اچھی طرح دیکھ بھال ہوگی۔اور بزرگوں کو نظر انداز کر دیا جائے گا۔ (نام نہاد ترقی یافتہ ممالک میں بوڑھوں کے لیئے ہوسٹل بنائے گئے ہیں۔اور ان کی اپنی اولاد اُن کو پوچھتی تک نہیں)

• اوباش لوگ چلتی عورت سے چھیڑ چھاڑ کریں گے۔اَور چھیڑنے والا ہنسے گا۔تو اس کے ساتھ اس کے سارے ساتھی ہنسیں گے۔ (بڑے شہروں میں آپ خود اس وبا کو پھیلتے دیکھ رہے ہیں)

• مَرد عورتوں سے مشابہت پیدا کریں گے۔اور عورت مَردوں سے۔ (عورتیں تنگ پتلونیں پہنتی ہیں۔بال کٹواتی ہیں۔موٹریں چلاتی ہیں وغیرہ۔مَرد چھینٹوں کا رنگین لباس پہنتے ہیں۔عورتوں کی طرح بال سنوارتے ہیں۔)

• قلم ظاہر ہوگا۔ (اس میں بال پوائنٹ۔فونٹین پن۔ٹائپ رائٹر اور پریس شامل ہیں)

• مسلمان مسلمان کو قتل کریں گے۔اور بتوں کے پجاریوں کو نظر انداز کریں گے۔ (آج سیاسی لیڈر مسلمانوں میں پھوٹ ڈالتے ہیں اور ان کو مرواتے ہیں۔جب کہ غیروں سے محبت کی پینگیں بڑھائی جاتی ہیں۔

• جہاد کا صرف شور و غل ہوگا۔ (عالم اسلام کے معاملات جہاد کی بجائے احتجاجوں، ہڑتالوں اور قرار دادوں کی نذر ہو رہے ہیں)

Marfat.com

• لوگ اچانک مریں گے۔ اور فالج و حرکتِ قلب بند ھونا عام ہو جائے گا۔ (جدید تہذیب کا تحفہ وہ بیماریاں ہیں۔ جو آپ خود دیکھ رہے ہیں۔

• اب آخر میں حاکم نے مستدرک میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ سنیئے :۔

فرمایا رسُول اللہ نے میرے رب نے میرے لیئے زمین کو لپیٹ دیا، میں نے اس کے مشرق و مغرب (شمال و جنوب) کو دیکھا۔ اور اس نے مجھے سرخ و سفید دو خزانے عطا فرمائے۔ میری اُمت کی سلطنت زمین کے اس حصّے تک پہنچ جائے گی۔ جہاں تک میرے لیئے زمین کو لپیٹا گیا ہے۔ میں نے اپنے رب سے اُمت کیلئے دُعا کی۔ کہ وہ ان سب کو ایک ہی سال میں ہلاک نہ کرے۔ تو رب نے منظور فرمالیا۔ میں نے دُعا کی کہ میری اُمت پر غیروں میں سے کوئی دشمن مسلّط نہ ہو۔ اس نے منظور فرمالیا۔ میں نے دُعا کی کہ میری اُمت کے افراد ایک دوسرے کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ تو رب نے مجھے اِس دُعا سے منع فرمایا۔ اور یہ فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب میں کوئی فیصلہ کرلیتا ہوں۔ تو واپس نہیں لوٹاتا، میں نے تیری یہ دُعا منظور کرلی۔ کہ ان کو ایک ہی سال میں ہلاک نہ کروں گا۔ اوران کے غیروں میں سے کوئی دشمن ان پر مسلّط نہ کروں گا .....

..... میں اپنی اُمت پر گمراہ کرنے والے آئمہ سے ڈرتا ہوں۔ قیامت

Marfat.com

قائم نہ ہوگی۔ حتّٰی کہ میری اُمّت کے کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں گے۔ کچھ قبیلے بتوں کی پوجا شروع کر دیں گے۔ اور جب میری اُمّت میں قتل و غارت گری کی بنیاد پڑ جائے۔ تو قیامت تک نہ اُٹھے گی۔ آپ نے ہر وہ چیز جو ہر سو سال بعد پائی جاتی ہے۔ بیان فرمائی۔

حضور نے اگرچہ صاف بیان فرما دیا ہے۔ کہ اب میری اُمّت میں شرک باقی نہیں رہے گا لیکن یہ شرک خفی کی صورت ہے۔ جو کہ پیسے کو حاکم کو یا اپنے نفس کی خواہشات کو خدا ماننا ہے۔ اور خدا اور رسُول کے احکام کے مقابل ان کی اطاعت کرنا ہے۔ جو ہم آج عام دیکھ رہے ہیں۔

Marfat.com

اسلامی فنون و ثقافت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْحُسْنِ
وَالْجَمَالِ وَالْبَھْجَۃِ وَالْکَمَالِ وَالْبَھَاءِ وَالنُّوْرِ ؕ (دلائل الخیر)

"اے اللہ درود بھیج اوپر ہمارے سردار محمد پر جو حُسن و جمال کے پیکر ہیں۔ اور مسرت و کمال کے خزانے ہیں۔ اور روشنی و نور کے منبع ہیں۔"

اسلام کو محدود سمجھ کر محض چند معتقدات، رسوم یا ظاہری عبادات کا مجموعہ قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ دراصل یہ ایک مکمل تحریک ہے۔ جو اپنی گہرائی اور گیرائی کے لحاظ سے پوری کائنات کو محیط ہے۔ نہ اس کا تعلق کسی ایک خطۂ زمین، قوم یا افراد سے ہے، نہ ہی اس کا دائرہ اثر وقت کی کسی اکائی تک محدود ہے۔ بلکہ اسلام ہمہ گیر آفاقی اور ابدی ہے۔ اس بات کا ثبوت اس تحریک کے منشور قرآن حکیم سے ملتا ہے۔ کہ پوری انسانیت کی راہنمائی کا داعی ہے۔ اور اس کی عملی تشکیل سُنّت نبوی سے واضح ہوتی ہے۔ جو ہر زمانے ہر معاشرے کے لیئے روشنی کا مینار ہے۔

ذرا غور کیجئے۔ اسلام کی ابتدا اس عرب خطے میں ہوئی۔ جو فنون و ثقافت میں اپنی ہم عصر تہذیبوں مثلاً روم و چین، مصر و فارس اور یونان

Marfat.com

و ہند سے پھیلے تھا۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد یہ اسلامی تحریک آسمان کی وسعتوں کی طرح ہر سو پھیل گئی۔ اور اسلامی فنون و ثقافت کا پھریرا دنیا بھر میں لہرانے لگا۔ کئی طبقے اس بات میں یقین رکھتے ہیں۔ کہ اسلام فنون لطیفہ یا ثقافتی مظاہر سے مطابقت نہیں رکھتا۔ یہ ایک غلط فہمی ہے۔ یا کم علمی کا ثبوت۔ معترض کو تاریخ عالم پر پوری نظر رکھنی چاہیئے۔ ذرا سا تدبر و تفکر اس بات کو واضح کر دے گا۔ کہ اسلام میں مایوسی قنوطیت اور ترکِ دنیا کے لیئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ نہ ہی زیب و زینت اور پاکی وطہارت سے غفلت برداشت کی جاتی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالَ ط خدا خوب صورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ دیکھیے قرآنِ حکیم کیا کہتا ہے:۔

"کہو ــــ (ان کو) جنہوں نے حرام ٹھیرایا۔ اللہ کی حسین نعمتوں کو، جو اس نے پیدا کیں۔ اپنے بندوں کی خاطر (ایسی) چیزیں جو پاک اور صاف ہیں۔ ان کی روحانی غذا کے طور پر۔ کہو (وہ نعمتیں) دنیوی زندگی کے لیئے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لیئے ہیں۔ جو ایمان لائے اور صرف ان کے لیئے جو یوم حساب پر یقین رکھتے ہیں۔ پس ہم اس طرح ان نشانیوں کو تفصیل سے بیان کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو سمجھ آجائے۔" (مفہوم)

مندرجہ بالا سے واضح ہوتا ہے۔ کہ خداوند کریم نے جو پاک اور صاف و حسین نعمتیں تخلیق کی ہیں۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ وہ ان کی قدر

Marfat.com

کرے اور ان کے ذریعے سے اپنی روحانی بالیدگی ذہنی نشوونما اور معاشرتی زندگی کی بہبود کے مقاصد کو پورا کرے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ان سب کا استعمال اور ان سب سے انتفاع عین حکم خداوندی کے مطابق ہو۔ اور اس میں غلو سے کام نہ لیا جائے۔ نہ ہی دوسروں کے حقوق پر غاصبانہ قبضہ کیا جائے۔ کیوں کہ ہر وہ چیز، ہر وہ عمل اور ہر وہ مقصد جو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی کسوٹی پر پورا اُترے گا۔ نہ صرف جائز ہو گا۔ مستحسن ہو گا۔ بلکہ وہ عین اسلام اور تقاضائے فطرت ہو گا۔ قرآن میں جا بجا ان حسین چیزوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ـــــ اس کائنات کی ہر شے حسین ہے ـــــ اور تمہاری صورتیں بنائیں۔ تو کیا ہی حسین تر صورتیں بنائیں ـــــ اور تمہارے جو پاؤں میں جب صبح لے جاتے ہو شام کو واپس لاتے ہو، جمال پایا جاتا ہے ـــــ اللہ کے پاس ہی لوٹ کر جانا ہے۔ جہاں حسین جگہ ہے ـــــ اس کا رنگ دیکھنے والے کو مسرت بخشتا ہے ـــــ یہاں تک کہ زمین بناؤ سنگھار سے اپنی تکمیل کر لیتی ہے۔ اور اس میں موزونیت پیدا ہو جاتی ہے ـــــ بلاشبہ ہم نے اس دنیا کے آسمان کو ستاروں کے حسن سے مزیّن کر دیا ـــــ پھر (خدا نے) تناسب و ہم آہنگی بحدِ کمال پیدا کر دی۔ اور اس میں اپنی روح پھونک دی۔ پھر اس نے تمہارے لئے سننے اور دیکھنے کے حواس اور دل بنا دیا۔ (تاہم) تم بہت کم شکر کرتے ہو (۹:۳۲)

Marfat.com

یہ تو ہُوا حسین نعمتوں کے متعلق ارشاد۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اپنی آواز سے قرآن پاک کو حسین بناؤ" (بخاری)
قرآن حکیم میں آواز کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ کہ کرخت آواز گدھے کی آواز کی طرح ناگوار ہوتی ہے۔ اِس طرح لوگوں کو خوبصورت آوازیں نکالنے کی ترغیب دی گئی۔ محبّت بھری اور ملائم آواز جو دوسروں کے دِلوں کو فرحت بخشے۔ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ؕ لوگوں سے خوبصورت طرز سے خطاب کرو۔ نظم اور شعر میں بھی آداب ملحُوظ رکھے جائیں۔ تو یہ ایک نعمت بن جاتی ہے۔ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ روز تک مقام قبا میں قیام فرمایا۔ اور مسجد قبا تعمیر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ دورانِ تعمیر حضور خود بھی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے ساتھ پتھر اور مٹی اٹھاتے رہے۔ حضرت عبداللہ رواحتہ ایک اچھے شاعر تھے۔ وہ بھی شریکِ محنت تھے۔ تھکن دُور کرنے کے لیئے وہ اکثر یہ شعر کہتے:۔

"وہ کامیاب ہے جو مسجد تعمیر کرتا ہے
اور اُٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے
اور رات کو جاگتا رہتا ہے"

رسُولِ پاک نے بھی اسے پسند کیا۔ اور ان کے ساتھ آواز ملائی بخاری شریف میں ہے۔ کہ غزوۂ خندق میں خندق کھودنے کے دوران بھی اسی طرح پیدا شدہ تھکن مٹانے کے لیئے کچھ شعر گنگنائے

Marfat.com

جاتے تھے۔
حضور پر قربان جائیں زندگی کے کس زاویے پر آپ نے راہنمائی نہیں فرمائی؟ آج جو مزدور مشقت کے دوران غنائیہ نغمے الاپتے ہیں وہ اگر اسے آپ کی سُنّت سمجھ کر ایسا کریں۔ تو ان کے کام میں آسانی پیدا ہو۔ اور برکت بھی ہو جائے۔ شعروں کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ :-

"بیشک بعض اشعار میں حکمت کی باتیں ہوتی ہیں"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار سُننے کے لئے مسجد نبوی کے احاطے میں خاص طور پر منبر لگواتے تھے۔ اور آپ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ روح القدس سے حسّان کی تائید کراتا ہے" یہ حضرت زیادہ تر حضور کی نعت بیان کرتے تھے۔

اِسلامی تعمیرات میں سادگی اور حُسن کا نکھار ہوتا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دَور میں مساجد کی تعداد نو اور بعض روایات کی رُو سے اکیس تھی۔ بالعموم مُستطیل شکل کی ہوتیں۔ ان کے درمیان حوض ہوتا، جو وضو کے کام آتا۔ مساجد اپنی ساخت اور ہیئت کے لحاظ سے پاک صاف اور کشادہ ہوتی تھیں۔ جس سے ان کی ہمہ صفتی اور مقصدیت واضح ہوتی ہے۔ مسجد نبوی الشریف ہی کو لیجئے۔ یہ مسجد بیک وقت دارالعلوم (یونیورسٹی) دارالشریعت (پارلیمنٹ) دارالعسکر

Marfat.com

(فوجی چھاؤنی) اور دارالقضا (عدالت) کا روپ لیئے ہوئے ہوتی تھی اسی طرح عہدِ نبوی میں تعمیر ہونے والے مکانات اور حجرے صاف ستھرے اور کشادہ ہوتے تھے۔ اسی طرح بعد میں اسلامی عہد کی مساجد اور مدارس اُونچی ہوادار محرابوں والے بلند میناروں والے ہوتے تھے۔ یہ وسعت اور ہمہ گیری اسلامی زندگی کا جزو ہے خلاصہ بحث یہ ہے۔ کہ اسلام نے بڑھنے پھیلنے اور ترقی کرنیکا رستہ دکھلایا ہے۔ یہ غلط الزام ہے۔ کہ مذہب اب پرانی باتوں پر مشتمل ہے۔ اور غیروں کے "ازم" ترقی کی طرف لے جانے والے ہیں۔ دراصل یہ اسلام سے ناواقفی کا نتیجہ ہے۔ اور اس کی تعلیم کو غلط رنگ دینے کی سازش ہے۔ اِسلام دینِ فطرت ہونے کی وجہ سے بنی نوعِ انسان کی جسمانی، ذہنی اور روحانی تربیت، نشو و نما اور بالیدگی چاہتا ہے۔ ہم اور آپ کو چاہیئے کہ وسیع نقطۂ نظر سے کام لیں۔ کنویں کے مینڈک نہ بنیں۔ بلکہ تمام عالم ہماری نظر میں ہو۔ کیوں کہ ؎

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

ظاہر ہے کہ دُنیا کی امامت کرنے والے کو دُنیا کے سارے معاملات سے واقفیت اور اس کے رموز سے آگاہی ہو گی۔ امامت کرنے والے کی نظر وسیع ہو گی۔ وہ راستی مجسمہ ہو گا۔ عدل کا گھر ہو گا۔ اخلاق کا پیکر ہو گا۔

Marfat.com

فنون و ثقافت صرف عُریانی، بُت تراشی اور مصوّری ہی سے عبارت نہیں تعمیرات، خطاطی، نقش نگاری اور دیگر بیسوں شاخیں ہیں۔ جن میں سے ان شاخوں سے مکمل استفادہ کیا جا سکتا ہے جو اسلامی کسوٹی پر پوری اُترتی ہیں۔ اور ان میں ترقی کرنے کے وسیع مواقع میسّر ہیں۔ اِسلام میں ان کو اپنانے میں کوئی قدغن نہیں ہے۔

ہمارے طلبار کو غیر ملکی زبانوں پر عبُور حاصل کرنا چاہیئے۔ اس کے بغیر دُنیا کی امامت کا خواب ادھورا رہ جائے گا۔ آپ رُوسیوں، جرمنوں اور جاپانیوں کو کیسے اسلام کی تبلیغ کر سکیں گے؟ ہماری تعلیم کا موجودہ مقصد صرف روزی کمانا رہ گیا ہے۔ اور تعلیم صرف اِس لیئے حاصل کی جاتی ہے۔ کہ نوکری مِل جائے۔ غیر زبان صرف اِس لیئے سیکھی جاتی ہے۔ کہ دیگر ملکوں میں جاکر روپیہ پیدا کیا جائے۔ یہ نہایت محدُود مقاصد ہیں۔ اگر ہمیں مُسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو دُوسری زبانیں تبلیغ کے لیئے سیکھی جائیں گی۔ روزی کا تو خالِق کائنات نے ذمّہ لیا ہے۔ آپ اپنے میں زیادہ سے زیادہ قابلیت، اہلیت اور وُسعتِ نظری پیدا کریں۔ اور اس سے آپ کا مقصد اِسلام کی خِدمت ہو۔ تو پھر نا ممکن ہے۔ کہ آپ کے لیئے خُدا روزی کے اسباب پیدا نہ کرے۔ ہم ایک بار پھر کہیں گے۔ کہ اِسلام میں فنون و ثقافت کی ترقّی کی راہیں کھلی ہیں۔ مسدود نہیں ہیں سائنسی اندازِ فکر کے لیئے دعوتِ عام ہے۔ تعمیری مواقع بیش بہا ہیں۔

Marfat.com

ضرورت اِس بات کی ہے۔ کہ آپ غیروں سے مرعُوب نہ ہوں
اپنی قومی امنگوں اور ضرورِیات کو پُورا کرنے کے لیئے اپنی زندگیوں
کو وقف کردیں۔ اس کے بعد ہی ؏
مشکلیں اُمّتِ مرحوم کی آسان ہوں گی۔

Marfat.com

اپنے اصل کی طرف رجوع

قرآنِ حکیم نے اِس کائنات پر غور و فکر اور سفر کر کے اس کے حالات معلوم کرنے (فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ) پر زور دِیا ہے۔ اس میں کوئی شک کہ ہمارے نیک اور قابلِ صد احترام اسلاف نے اس زمانہ کے حالات اور دستیاب آلات کی مدد سے اس سلسلے میں خاصی پیش رفت بھی کی۔ علومِ ارضی، علومِ سماوی اور طِب سب ہی میں کار ہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اگر آج انسان اس زمین کے چپے چپے پر قبضہ کر کے اس کی پوشیدہ دولتوں سے فائدہ حاصل کر رہا ہے۔ اور چاند جیسے سیارے پر پہنچ گیا ہے۔ نیز دُوسرے معرُوف سیاروں اور سورج کی طرف بھی رواں دواں ہے تو اسکی بنیاد مسلمانوں ہی نے رکھی تھی۔ جدید سائنس نے انہی اُصولوں کو آگے بڑھایا ہے۔ اور اس بات کو تمام دورِ حاضر کے سائنسدان بَرملا تسلیم کرتے ہیں۔ اس بات سے آپ کو خوش گوار حیرت ہوگی کہ چند سال ہوئے تمام سُپر طاقتوں اور ترقی یافتہ ملکوں کی ایک سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی۔ وہاں مسئلہ یہ پیش ہوا۔ کہ چاند کے مختلف حصّوں کے نام رکھ لیئے جائیں۔ چنانچہ ایک گھاٹی کا نام بوعلی سینا پر رکھا گیا۔ اور یہ بات ان کی ایسی خدمات کے اعتراف میں

Marfat.com

ہے۔ کہ ابتدائی سائنس میں انہوں نے ایسے کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ کہ ان کے بغیر انسان چاند پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ یہ غیر مسلم سائنسدانوں کی طرف سے خراج تحسین ہے۔

ہم اپنے بڑوں کے ورثہ کو بھلا چکے ہیں۔ اور ہمارے نوجوان مغربی نقالی اور عیش و عشرت میں کھو چکے ہیں۔ بلکہ دُوسری ترقی یافتہ قومیں اس کام میں بے انتہا روپیہ خرچ کر رہی ہیں۔ کہ مسلمان نوجوانوں کو نشہ کی عادت میں ڈال دیا جائے عیش و سرور۔ فیشن پرستی اور زندگی سے لطف اُٹھانے والی مصروفیتوں میں اُلجھا رکھا جائے۔ اور وہ اس میں خاصے کامیاب ہیں۔ قومِ مسلم کے لیئے یہ ایک چیلنج ہے۔ کہ وہ لوگ خود ہمارے اندرونی معاملات پر کس قدر حاوی ہیں۔ کہ جو بھی چاہیں کریں۔ ہمیں اپنی قومیت اپنے دین کے رشتوں کو مضبوط کرتے ہوئے اتفاق و اتحاد کو فروغ دینا چاہیئے۔ اور جو بھی لوگ چاہے باہر سے آکر چاہے اندر سے ایجنٹ بن کر قوم کو دیمک لگا کر کھوکھلا کر رہے۔ ان کے خلاف بند مارا جائے۔ اور آئندہ سے ایسی تدابیر اختیار کی جائیں۔ کہ وہ ہمیں تعمیر اور ترقی کے راستوں سے ہٹانے کی جرأت نہ کر سکیں۔ دولت کے لالچ میں ہمارے نوجوانوں سے ملک کی تباہی کے کام لیئے جا رہے ہیں۔ اور بزرگ ہیں۔ کہ محض خاموشی سے تماشا دیکھ رہے ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں

Marfat.com

۔کہ ناچ گھر اور سینما لبالب بھرے ہوئے
کیوں ہوتے ہیں۔ اور مساجد دینی درس گاہیں کیوں بے رونق ہوتی ہیں؟ اس میں کس کی کوتاہی کا دخل ہے؛ اگر ہمیں من حیث القوم زندہ رہنا ہے۔ اور ضرور رہنا ہے۔ تو اس حقیر کی رائے میں تمام بزرگ علماء اور اساتذہ کو مل بیٹھ کر نئی نسل کی راہنمائی کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کر کے اس پر سختی سے عمل شروع کر دینا چاہیئے۔ سینما اور ناچ گانے کے خلاف بھرپور مہم چلائی جائے پوسٹروں کے ذریعے سے۔ تقاریر کے واسطے سے اور پروپیگنڈا کے دیگر معروف ذرائع سے۔ نوجوانوں کو باور کرایا جائے۔ کہ بقولِ اقبال ؎

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے۔ ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

اے پاکستان کی جوان نسل خدا را ہوش میں آؤ۔ تم کیا تھے اور کیا ہو گئے ہو۔ اپنے آپ کو پہچانو۔ تمہارا کام سائنس لیبارٹریوں میں ہے۔ سینماؤں میں نہیں۔ تمہاری خدمت اسلحہ خانوں میں ہے ناچ گھروں میں نہیں۔ تمہیں اپنی صلاحیتیں ملک قوم کے لئے وقف کر دینی چاہئیں۔ اپنی خواب گاہوں سے ایکٹرسوں کی تصاویر نوچ ڈالو۔ وہاں ٹیکنیکل مشینری کی تصاویر اور چارٹ لگاؤ۔ اُٹھتے بیٹھتے تمہیں یہی جنون ہو۔ کہ تمہیں کچھ نہ کچھ ایجاد کرنا ہے۔ اور ملک وملت کا نام روشن کرنا ہے۔ دیکھو تم بڑی گہری چال

Marfat.com

کا شکار ہو گئے ہو۔ تمہیں اپنی اصلیت پر آنا پڑے گا۔ اپنے آپ کو پہچاننا پڑے گا۔ دیکھو مردِ درویش اقبالؒ تم جیسے جوانوں کے بارے میں کیا کہہ گیا ہے۔ اور خوب کہہ گیا ہے

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں

اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی۔

ایک شاہین بچہ جو بدقسمتی سے گِدھوں کے غول میں پھنس گیا ہو۔ اور انہی میں اس نے آنکھیں کھولی ہوں۔ اُسے اپنی حقیقت کا کیا پتہ؟ اور اسے کیا معلوم کہ شاہبازی کی شان و رفعت کیا ہوتی ہے۔ بالکل یہی حال آج کے پاکستانی نوجوان کا ہے۔ جس کو عشق کے جنون نے اپنی اصلیت سے غافل کر رکھا ہے۔ آج بھی کچھ نہیں بگڑا۔ صبح کا بھولا اگر شام کو واپس آجائے تو اُسے بھولا نہیں کہتے۔ ہر نوجوان بلکہ ادھیڑ عمر پاکستانی کو چاہیئے کہ وہ تعمیری اور تکنیکی علوم کی طرف متوجّہ ہو۔ چھوٹے سکیل پہ ہی اس موضوع کا مطالعہ شروع کر دے۔ اِس کی آمدنی میں بھی اضافہ ہو گا۔ اور اس کا وجود قوم کے لئے سرمایہ بن جائے گا۔ خربوزے کو دیکھ خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ آپ پہل تو کیجئے آپ کے عزیز و اقارب اور آپ کے بھائی بندوں میں بھی یہ شوق پیدا ہو گا۔ اور وہ بھی اِس تعمیری شغل کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ تمام روایتی مکتبوں

Marfat.com

اور دینی مدرسوں میں ٹیکنیکل نصاب شروع کیے جائیں مکینکس، الیکٹرونکس بجلی کا کام اور بڑھئی کا کام پوری شدّ و مد سے شروع کیے جائیں۔ پھر آپ دیکھیں گے۔ کہ چند ہی سالوں میں ملک کی کایا ہی پلٹ جائے گی۔ بے کاری دُور ہو جائے گی۔ غیر مُلکی مصنوعات پر انحصار کم ہو جائے گا۔ ملک کی دولت میں اضافہ ہو جائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ اس کام کو ملک گیر سطح پر شروع کیا جائے گھر گھر میں صنعت و حرفت کے مرکز کھل جائیں۔ ہر آدمی کسی نہ کسی کام میں ہاتھ ڈالنا اپنا فرض منصبی سمجھے تاکہ مشکلیں اُمتِ مرحوم کی آساں ہو جائیں۔

ہمارے ملک کا نوجوان مذہب اور اخلاق سے بیگانہ ہو چکا ہے۔ جب کہ ممالک غیر میں مقیم مُسلمان نوجوان انگڑائی لے رہے ہیں۔ اور اسلام کو بطورِ دین اپنانے میں نمایاں دلچسپی لے رہے ہیں۔ ان کو اب معلوم ہو گیا ہے۔ کہ یہودی و نصرانی پروپگنڈا نے اِسلام کی اصلیت کو گہن لگا دیا ہوا۔ اور ان پردوں کو ہٹا کر اِسلام کی اصلی تصویر دیکھنی ہو گی۔ مُسلمان ملکوں میں اسلامی بیداری سے متاثر ہو کر اب یورپ میں مقیم مُسلمان سیدھے راستہ پر آ رہے ہیں۔ وہ اب نائیٹ کلبوں۔ قہوہ خانوں اور ناچ گھروں کو چھوڑ کر اسلامی مراکز کا رُخ کر رہے ہیں۔ مثلاً وہاں رپورٹ آئی ہے۔ کہ

Marfat.com

بنارک بیں "مرکز ثقافت اسلامی" پر موجود پنتیس ہزار مسلمانوں کا بارونق مرکز بن رہا ہے گورے کالے، ایشیائی۔ افریقی، یوگوسلاوی سب ایک ہی سمت بیں کھڑے ہو گئے۔ محمود وایاز" کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔ مرکز کی جگہ کم ہونے کیوجہ سے سامنے والی سڑک پر بھی نماز کی صفیں قائم ہوتی ہیں۔ اہلِ یورپ انکو توجہ و حیرانی کے ملے جلے جذبات کیساتھ دیکھتے ہیں۔ اِسلام کا وقار انکی نظروں میں بڑھ رہا ہے۔ مسلمان ملک اس سنٹر کی دل کھول کر امداد کر رہے ہیں۔ اور اس کیساتھ مسلمان بچوں کے لیئے مدرسے بھی قائم ہیں۔ مقامی حکومت اُستادوں کی تنخواہ ادا کرتی باقی اخراجات سنٹر خود ادا کرتا ہے یہ صرف ایک مثال ہے کہ مسلمان ممالک غیر میں کس قدر فعال ہو رہے ہیں۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ اِسلام کے نام پر بننے والے اس ملک کو سچ مچ اسلام کا گہوارہ بنادیں

مغربی جرمنی میں بھی مسلمان اب نائیٹ کلبوں اور ناچ گھروں کو خیر باد کہہ رہے ہیں وہاں ترک نسل کے لوگ زیادہ آباد ہیں۔ صبح کی ابتدا قرآنِ حکیم کی تلاوت سے کرتے ہیں اور پھر اپنے اپنے کام کو چلے جاتے ہیں۔ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ اور مذہبی و ثقافتی تقاریب میں پورا حصہ لیتے ہیں۔ روہر ویلی کی کوئلے کی کانوں میں کام کرنے والے مسلمان جب نماز کے وقت کام سے ہاتھ کھینچ کر نماز کے لیئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو عجب سماں ہوتا ہے۔ جرمنی میں اسلامی تعلیمات پر لٹریچر بہت مقبول ہو رہا ہے نہ صرف جرمنی زبان میں بلکہ مختلف یورپی زبانوں میں (اطالوی۔ فرنچ۔ انگریزی) پوسٹر۔ اشتہارات وغیرہ شائع کیئے جاتے اور تقسیم کیئے جاتے ہیں۔

کتابت :۔ ——— منور حسن۔ محمد اکرم

Marfat.com

Marfat.com

ہماری بلند پایہ کتب

مکتوباتِ نبویؐ	سیّد محبوب رضوی
فصوص الحکم	ابنِ عربی
فصوص الکلم فی حل فصوص الحکم	مولنا اشرف علی تھانوی
حلال و حرام	مولانا فتح محمد لکھنوی
احوال العارفین	حافظ غلام فرید
اصولِ شرع اسلام	مولوی مسعود علی
اصول الشاشی	غلام قادر
فلسفہ دعا	علامہ فضل احمد غازی
سیرت سلمان فارسی	" " "
قرآنی دعائیں	حاجی محمد منیر قریشی
تحریکِ نظمِ جماعت	ابوالکلام آزاد
اسلامی قانون فوجداری	

Marfat.com

ہماری بلند پایہ کتب

مکتوباتِ نبویؐ	سیّد محبوب رضوی
فصوص الحکم	ابنِ عربی
فصوص الکلم فی حل فصوص الحکم	مولٰنا اشرف علی تھانوی
حلال وحرام	مولانا فتح محمد لکھنوی
احوال العارفین	حافظ غلام فرید
اُصولِ شرع اسلام	مولوی مسعود علی
اُصول الشاشی	غلام قادر
فلسفہ دُعا	علامہ فضل احمد غفاری
سیرتِ سلمان فارسی	" " "
قرآنی دُعائیں	حاجی محمد منیر قریشی
تحریکِ نظمِ جماعت	ابوالکلام آزاد
اسلامی قانون فوجداری	

Marfat.com